راہِ ارم

سید ادیم نقوی

فہرست

نوحہ جات

سلام

متفرق

حرفِ اوّل

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمO

ہمارے دینی بھائیوں میں سے ہر شخص اتنا تو ضرور جانتا ہے کہ جناب امام حسینؑ نے اپنی قربانی سے اسلام کو بچالیا۔ دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ دنیاوی بادشاہت خلافتِ رسولؐ نہیں ہے۔ بلکہ رسولؐ کے خلفائے حقیقی وہ مقدّس ملک صفت انسان ہیں جو مظہر اخلاق وصفاتِ الٰہیّہ ہیں۔ اگر امامِ مظلوم اوران کے اہلِ حَرم ایسے شدید مصائب نہ اٹھاتے اور اتنا عظیم الشّان ہنگامۂ درد برپا نہ کرتے تو تمام اہلِ عالم ظالم وخطا کار، فاسق و فاجر بادشاہوں کو نائب رسولؐ سمجھ لیتے اور اُن کے اعمالِ قبیحہ اورافعالِ شنیعہ مسلمانوں میں رائج ہو کر اگر جزوِ مذہب نہیں تو مذہباً جائز تو ضرور ہو جاتے۔ حلالِ خدا حرام اور حرامِ خدا حلال ہو جاتا۔ لہٰذا یہ امر سورج کی طرح روشن ہے کہ سیّدہؑ کی گود کے پالے، رسولؐ کے کاندھوں پر چڑھنے والے کا اپنے ننھے ننھے بچّوں کا خون پانی کی طرح بہتا دیکھنے سے یہ مقصد تھا کہ مسلمانوں میں اعمالِ قبیحہ رائج نہ ہوسکیں اور رسولؐ کی نواسیوںؑ،

سیّدۂ عالم کی بہو بیٹیوں کے سر برہنہ بلوائے عام میں رسن بستہ شہر بشہر، دیار بدیار تشہیر ہونے کا مقصدِ وحید یہ تھا کہ لوگ آئمۂ اہلِ بیت کو مثلِ رسولؐ واجب الاطاعت سمجھ لیں تا کہ اِن کے احکام کی تعمیل سے مطیعِ امر اللہ بن کر مستحق جنت ہو سکیں۔ اسی لئے معصومؑ نے فرمایا تھا۔ من بکی علی الحسین وجبت له الجنه ۔ (جو حسینؑ مظلوم پر روتا رہے۔ اُس پر جنت واجب ہو جاتی ہے)۔

مگر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عزاداروں میں یہ غلط تخیّل پیدا ہو گیا کہ اہلِ بیت کو خلیفۂ رسولؐ اور امام مفترض الطّاعت جان لینا ہی سببِ حصولِ جنت ہے۔ حالانکہ یہ خیال حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

ایک مثال لائقِ غور ہے کہ ایک حاکمِ ضلع سادہ لباس میں سیر وتفریح کے لئے نکلا اور راستہ بھول کر کسی گاؤں میں پہنچ گیا۔ اور اہلِ دیہہ سے سواری اور راہبر کا طالب ہوا۔ لوگوں نے اس کے کہنے پر کچھ توجّہ نہ کی تو اس حالت میں جب کوئی وہاں اس کو جانتا ہی نہیں اُس کے دل کو کوفت تو ضرور ہوگی مگر وہ لوگ موردِ عتاب نہ ہوں گے۔ اور اگر کوئی شخص اسکا جاننے والا ہو کر بھی حکم سے بے اعتنائی کرے تو وہ ضرور موردِ عتاب ہو جائیگا۔ اس مثال سے واضح ہو گیا کہ امیر المومنینؑ کو خلیفۂ برحق ماننے والے آئمۂ طاہرؑین کو مفترض الطّاعتہ جاننے والے اگر اُن کے احکام کی تعمیل نہ کریں تو غیروں سے زیادہ عتاب کے مستوجب ہوں گے۔ العیاذ باللہ جناب باری تعالیٰ ہم کو احکامِ آلِؑ رسول کی اطاعت کو توفیق عطا فرمائے۔

یہ تخیّل کہ حسینِؑ مظلوم اور ان کے اہلِ حرم کے مصائب کا تذکرہ سنکر رو لینے سے ہی جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں صحیح نہیں ہے بلکہ بکاء علی الحسینؑ وہ افضل ترین عمل ہے جس سے نفسِ انسان میں برائیوں سے بچنے اور امورِ خیر بجالانے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے بعد اس کے اعمال درست ہو جاتے ہیں اور یہی سببِ وجوبِ جنت ہے۔

جنابِ ربّ العزّت اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله
عليه و لعنه و أعد له عذابا عظيما ۝ (النساء۔ آیت ۹۳)

ترجمہ۔اور جو شخص کسی مومن کو ارادتاً قتل کر دے اس کی سزا جہنّم ہے ہمیشہ ہمیشہ اُس میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا اور لعنت کرے گا اور اس کے لئے بڑا درد ناک عذاب ہے)۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔ والفتنة اشد من القتل (اور فتنہ وفساد قتل سے بھی زیادہ شدید جُرم ہے)۔(البقرہ۔۱۹۱)

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مومنین کے درمیان فتنہ وفساد پھیلانا قتلِ مومن سے بھی زیادہ بُرا فعل ہے۔ پس جب قتلِ مومن کی سزا لعنتِ خدا اور عذاب دائمی ہے تو مومنوں میں فتنہ وفساد برپا کرنے کی کیسی سخت سزا ہوگی؟ افسوس ہے کہ اس پر کوئی غور نہیں کرتا کہ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ حسینؑ پر روتے ہوئے برس گزر جاتے ہیں مگر قلوب سے فتنہ وفساد کی بُو زائل نہیں ہوتی بلکہ مومنین کے قریب قریب ہر گھر میں فتنہ و فساد نظر آتا ہے۔

آئمۂ طاہرینؑ نے بار ہا ارشاد فرمایا ہے کہ ''رشک وحسد، غرور وتکبر، نام ونمود، شہرت وجاہتِ دنیوی کی خواہشات جن نفوس میں موجود ہوں وہ مفسد فی الارض ہیں اور اہلِ جنت سے نہیں۔'' ان تمام مفاسد کا سبب فاسد خیالات ہیں جو دل و دماغ پر چھاجاتے ہیں۔ مگر جب انسان کو درد پہنچتا ہے اور اس کا دل دُکھ جاتا ہے تو بُرے خیالات قریب نہیں آتے۔ لہٰذا اگر ذکر مصائبِ حسینؑ مظلوم سے دل میں درد بھر جائے تو خیالات فاسدہ دور رہیں گے جو اِصلاحِ اعمال کا اور نتیجہ میں حصولِ جنت کا یقینی ذریعہ ہوگا۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں برس سے بکاء علی الحسینؑ میں مصروف ہوتے ہوئے بھی مذکورہ بالا اثرات پیدا نہیں ہوئے۔اس کا سبب کیا ہے؟

اگر اقوالِ آئمہؑ پر غور کریں اور کیفیاتِ نفس سے مطابق کر کے دیکھیں تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "میرے جدِّ مظلوم پر اس طرح روؤ جیسے اپنے اعزّہ پر"۔عزیزوں پر رونے کی صرف ایک ہی مثال پر غور کر لیں تو معاملہ واضح ہو جائے گا۔

ایک شخص کا جوان فرزند ڈاکوؤں کے ہاتھ آ گیا۔جنہوں نے اس کو آزاد کرنے کے لئے رقمِ کثیر بطورِ زرِ فدیہ طلب کی۔اس کی وصولی کے لئے اس کو طرح طرح کی اذّیتیں دیتے رہے اور ماں باپ کو بھی اس کے حالات کی اطلاع بھیجتے رہے تا کہ وہ رقم کا جلد از جلد انتظام کر کے اپنے بیٹے کو چھڑا لینے کی کوشش کریں۔اسی دوران میں وہ جوان تکالیف وشدائد سے ہلاک ہو گیا۔اب غور کیجئے کہ بیس سال گزرنے پر بھی اگر اس نوجوان بیٹے کا ذکر آ جائے گا تو ماں باپ کے قلوب کی کیا کیفیت ہوگی؟ کیا ان کا خیال اس کی طرف جائے گا کہ بیان کرنے والا غلط الفاظ بول رہا ہے۔یا ذکر کرنے والے کی زبان سلیس نہیں؟ کیا کسی شعر، استعارے یا تشبیہہ یا نکتۂ لطیف پر اُن کو مزہ آئیگا؟ نہیں۔ہرگز نہیں۔! یہ ہے محبت جس سے کیفِ دردوالم طاری ہو گیا۔اس حالت میں یہ ممکن نہیں کہ کسی مُضحِک یا سرور انگیز بات سے متاثر ہو کر واہ واہ۔سبحان اللہ کے نعرے مارنے لگیں۔دیکھئے حضرت یعقوبؑ فراق یوسف میں روتے روتے نابینا ہو گئے۔وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیمO۔(یوسف:۸۴)

پس اگر امام مظلومؑ سے ہم کو سچّی محبت پیدا ہو جائے تو مجلس میں ہم پر ایسا ہی کیفِ دردوالم طاری ہونے لگے۔اس وقت کا رونا ضرور بکاء علیٰ الحسینؑ کا مصداق ہوگا۔اب صرف اس کی تلاش ہونی چاہیے کہ یہ کیفِ محبت کیسے پیدا ہو۔تو غور کرنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب دل کو درد پہنچتا رہے اور نفس انسان کو کسی کی مصیبت سے درد صرف اُسی وقت ہوسکتا ہے جب یہ سُنے کہ میرے لئے کسی نے مصیبت و تکلیف برداشت کی۔ اس کے بار بار سننے سے محبت پیدا ہو جائیگی۔ پھر کیفِ درد والم بھی طاری ہونے لگے گا۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے چند سلاموں اور نوحوں کا یہ مجموعہ شایع کیا جاتا ہے تا کہ مدّعیانِ حُبِّ اہلؑ بیت اس سے فائدہ اٹھائیں۔ شعرائے کرام کے لئے ایک نمونہ ہو جائے اور مدّاحانِ اہلِ بیت اسی رنگ میں سلام و نوحے اور مرثیئے لکھنے شروع کر دیں جن کی اشاعت و ترویج سے حسینِ مظلومؑ کا مقصد پورا ہو اور محبانِ حسینؑ برائیوں سے محفوظ اور مستحقِ جنت ہوسکیں۔

خادمِ اہلؑ بیت
ادیؔم نقوی

آخر میں عرض ہے کہ اس فقید المثال ذبح عظیم کے اسرار و رموز سے چھلکتے ہوئے سانحۂ درد والم کے منظوم ذکر کو خالص اکتسابی شاعرانہ علم کی نظر سے نہ پرکھا جائے ورنہ اس مکتوبی تصویرِ غم میں روح حقیقت کا احساس تک نہ ہوگا جیسا کہ فی زمانہ شاعری میں ہوتا ہے۔ یہ ایک صاحبِ معرفت فقیر کا کلام ہے اور خلوص و درد کا اظہار اہلِ دل و نظر کے لیے کسی مخصوص نظر فریب رنگین پیمانہ کا محتاج نہیں ہوتا:

نالہ پابند لے نہیں ہے
فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

ادارۂ حزب الطّالبین

نوحہ جات

نوحہ

①

اُمّت کو پیمبرؐ کی عصیاں سے بچانا تھا — اس واسطے سیدؑ کو سر اپنا کٹانا تھا
اک درد و مصیبت کا افسانہ بنانا تھا — کوفہ کی طرف جانا تو ایک بہانا تھا
اس اُمّت عاصی کے سوئے ہوئے نفسوں کو — کچھ درد والم دے کر غفلت سے جگانا تھا
کس طرح گناہوں سے دنیا میں کوئی بچتا — جب اپنے ہی نفسوں کو معبُود بنانا تھا
بے گور و کفن لاشہ اپنا جو پڑا رکھا — دل زینتِ دنیا سے ہم سب کا ہٹانا تھا
زنہائے احبا کو زینت سے تنفر ہو — یوں اہلِ حرم کو بھی تشہیر کرانا تھا
اُمّت کے جوانوں کے اعمال سدھر جائیں — قربانی اکبرؑ سے دل سب کا دُکھانا تھا
اطفال کی خاطر بھی کچھ درد کا سامان ہو — تیر اس لئے ہاتھوں پر اصغرؑ کو کھلانا تھا
احباب کے نفسوں میں پیدا ہو تڑپ بے حد — اس واسطے کنبے کو سر ننگے پھرانا تھا
نفسوں کو احبا کے یوں درد و الم دیکر — غفلت سے جگانا تھا عصیاں سے بچانا تھا
ہو درد جو نفسوں میں بچ جائیں گناہوں سے — اس طرح سے اُمّت کو دوزخ سے چھڑانا تھا
مقصود تھی نفسوں کی اصلاح اُسے کرنی — گھر گھر کی لڑائی کو جھگڑوں کو مٹانا تھا
افسوس ادیمؔ اب تک یہ بھی نہ کوئی سمجھا — کس واسطے سیدؑ کو گھر بار لٹانا تھا

نوحہ

۲

کیا رحمتِ فرزند رسولِؐ مدنی ہے
قربان ہوں اُمّت پہ یہی دل میں ٹھنی ہے

جو نفس رہے عالمِ انوار سے غافل
اس کیلئے بس زینت دنیائے دنی ہے

شہ چاہتے ہیں ہم کو دنائت سے بچانا
اِس کام میں شبیرؑ کے گھر بھر پہ بنی ہے

دِل درد سے ہو جائے شکستہ جو کسی کا
اس شخص پہ یہ جان لو رحمت فلگنی ہے

دل اُمّتِ احمدؐ کے بھریں درد والم سے
یہ زینبؑ و شبیرؑ کے ذہنوں میں ٹھنی ہے

اس واسطے یہ کوہِ مصیبت ہے اُٹھایا
آفت ہے، تباہی ہے، غریب الوطنی ہے

پیاسے ہیں کئی روز سے شبیرؑ کے بچّے
پر بھوک میں اور پیاس میں بھی تیغ زنی ہے

ہمشکلِ رسولِؐ عربی یوسفِ ثانی
سینہ سے لگائے ہوئے نیزہ کی انی ہے

اعدا کی شقاوت پہ کرو غور تو یارو
ششماہہٗ بے شیر پہ ناوک فگنی ہے

گٹوں سے جُدا ہاتھ ہیں سرتن سے جُدا ہے
ریتی پہ یہ فرزندِ رسولؐ مدنی ہے

اُمّت کی بھلائی کے لئے قید ہے منظور
احمدؐ کی نواسی بھی تو ہمّت کی دھنی ہے

دل درد سے تیرا نہ ادیمؔ اب بھی بھرا کیا
دل میں جو ترے زینتِ دنیائے دنی ہے

جانِ زہراؑ نے اٹھائے غم ہمارے واسطے — دیدیا سجدہ میں اس نے دَم ہمارے واسطے
زندگی کی زیب وزینت سے بنانے کونفور — ہے غمِ شبیرؑ کیا کچھ کم ہمارے واسطے
بخششِ اُمت کی خاطر گھر لٹایا شاہ نے — کر دیا سامانِ درد وغم ہمارے واسطے
زخم ہائے سنگ وخشت ونیزہ وتیغ وتبر — ہوکے خوش کھاتا رہا پیہم ہمارے واسطے
بھانجے، بیٹے، بھتیجے ہم پہ قرباں کردیئے — اس کا پیارا ہونہ کیوں ماتم ہمارے واسطے
الفتِ احمدؐ نہ ہو تو پھر مسلمانی کہاں — ہیں مسلماں، آل کا ہے غم ہمارے واسطے
احمدِ مُرسلؐ کا جب سارا چمن تاراج ہو — کیوں نہ دنیا کی خوشی ہو سَم ہمارے واسطے
ہوحبیبِ کبریا سے دل میں جب الفت ادیمؔ — کیوں نہ کنبے کا ہوا سکے غم ہمارے واسطے

نوحہ

(۴)

مصطفیٰ کا لعل تھا مضطر ہمارے واسطے
اس نے لٹوایا ہے سارا گھر ہمارے واسطے

ذوقِ سجدہ تا کہ ہو پیدا دلِ احباب میں
دیدیا سجدے میں اس نے سر ہمارے واسطے

درد ہو دل میں تو ہو اللہ کی رحمت قریب
دردِ دل ہی ہے دوائے شر ہمارے واسطے

اے نبیؐ کے لعل تجھ پر جان صدقے دل فدا
تو نے قرباں کر دیا گھر بھر ہمارے واسطے

خوابِ غفلت سے جوانوں کو جگانے کیلئے
تو نے اپنے دے دئے دلبر ہمارے واسطے

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خون میں لوٹا کیا
ہم شبیہہ مصطفیٰؐ اکبرؑ ہمارے واسطے

تیرا ششماہہؑ پسر بھی پیاس سے تڑپا کیا
تیر کھا کر بن گیا رہبر ہمارے واسطے

آہ! ہے ننھا مجاہد بھی شریکِ معرکہ
صف شکن غازی کا ہے ہمسر ہمارے واسطے

خشک ننھی سی زباں پھیری تھی جو ہونٹوں پہ آہ
دردِ بے پایاں کا ہے نشتر ہمارے واسطے

ابنِ زہراؑ نے بنائے درد کے ساماں بہت
رحمتِ خالق کا ہے وہ در ہمارے واسطے

کیوں ادیمؔ خستہ دل تڑپے نہ بسمل کی طرح
کربلا ہے درد کا منظر ہمارے واسطے

نوحہ

۵

محبوبِ الٰہی کی جس دل میں نہ الفت ہو — واللہ کہ دُور اُس سے اللہ کی رحمت ہو

کافر کے بھی بچّوں پر گر ظلم کرے کوئی — ہر ایک مسلماں کو درد و غم و حسرت ہو

قید عورتیں بچّے ہوں گر قوم کے لیڈر کے — بے چین رہیں ہر دَم لوگوں کی یہ حالت ہو

صد حیف کہ احمدؐ کا برباد ہو سب کنُبہ — اولاد پہ اس شہ کی ہر طرح کی آفت ہو

قید اہلِ حرم ہوئیں محبوبِؐ الٰہی کے — کفّار کے نرغہ میں اولادِ رسالت ہو

احمدؐ کی نواسی ہو تشہیر رسن بستہ — دربار میں سر ننگے وہ صاحبِ عصمت ہو

کیا قہر ہے ان کو بھی احساس نہ ہو جن کو — محبوبِؐ الٰہی سے دعوائے محبت ہو

جس قلب میں الفت ہو اللہ و پیمبرؐ کی — ایمان نبیؐ پر ہو اور صاحبِ غیرت ہو

محبوبِؐ الٰہی کے کنبے کی تباہی پر — ممکن ہی نہیں اس کو نے درد نہ حسرت ہو

الفت ہو نبیؐ سے گر، فریاد رہے لب پر — بسمل کی طرح تڑپے یہ قلب کی حالت ہو

کیوں قلبِ ادیؔم اب بھی ٹکڑے نہ الم سے ہو — دنیائے دنی کی پھر کیوں قلب میں زینت ہو

نوحہ

(۶)

دل صاحبِ ایماں کا مغموم نہ کیونکر ہو فرزند پیمبرؐ کا جب ظلم سے بے سر ہو

سینہ پہ سناں کھا کر گھوڑے سے گرے اکبرؑ آلودہ بخاک و خوں تصویرِ پیمبرؐ ہو

کیوں خون نہ ہو کر دل احباب کے بہہ جائیں پامالِ سُمِ اَسپاں دلبند پیمبرؐ ہو

احمدؐ کے پسر کا تو لاشہ رہے ریتی پر ہو چاہ ہمیں عمدہ ملبوس میسّر ہو

تطہیر کو نفسوں کی دُکھ آلِ نبیؐ جھیلیں اصلاح نہ ہم چاہیں یہ اپنا مُقدّر ہو

کوئی بھی حکومت ہو تشہیر اگر کر دے اس شخص کی عورت کو جو قوم کا لیڈر ہو

ہر شخص رعایا میں اِس ظلم سے نالاں ہو فریاد کرے دل سے زردار کہ بے زر ہو

پر کیسی قیامت ہے ہو قید وہ بی بی جو احمدؐ کی نواسی ہو اور دخترِ حیدرؑ ہو

رسّی میں بندھے بازو اس صاحبِ عصمت کے تشہیر ہو شہروں میں اور سر پہ نہ چادر ہو

قید عورتیں بچّے ہوں احمدؐ کے گھرانے کے اور آب و غذا تک بھی ان کو نہ میسّر ہو

کیا قہر ہے اے یارو اس پر بھی کسی لب سے فریاد نہ نکلے دل ہوں نہ مکدّر ہو

محبوبِ الٰہیؐ کی جس قلب میں الفت ہو اس غم میں کہو کیونکر دن رات نہ مضطر ہو

کافر ہے یقیناً گو ظاہر میں مسلماں ہو دل الفتِ احمدؐ سے جس کا نہ منور ہو

احباب کے نفسوں کو فتنہ سے بچانے کو آلودہ بخاک و خوں فرزندِ پیمبرؐ ہو

نفسوں کی ہمارے پر اصلاح نہ ہو پھر بھی الفت نہ ہو آپس میں گھر گھر میں بپا شر ہو

طالب ہے ادیمؔ اس کا کونین کے مولاؐ سے احباب میں ہو تیرے جس وقت کہ محشر ہو

نوحہ

(۷)

سبطِ پیمبرؐ واویلا دین کے سرورؑ واویلا خلق کے رہبر واویلا بے کس و بے پر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

ابنِ علیؑ تیرے صدقے، تونے چاہا عصیاں سے امّت جد کی بچ جائے نفس ہو بے شر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

شر سے تا بچ جائیں سب، پھر ہو راضی اُن سے رب تونے اٹھائے رنج و تعب ہو گیا بے سر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

صدقے تیری الفت کے، ہم کو بچانے کو شر سے ہنس ہنس کر تو نے کھائے نیزہ و خنجر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

ہوش میں تا ہم کو لائے، پیاسا لڑنے کو جائے اپنے شانے کٹوائے، تیرا برادر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

نفسِ احبّا ہوں بے جاں، مٹ جائیں تا کہ عصیاں تو نے کیا ہم پر قرباں، اپنا دلبر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

درد دلوں میں بھر جائے، ہوش میں تا امّت آئے اصغرؑ گردن پر کھائے تیرِ ستمگر وا ویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

دل سے ہمارے کھونے شر، آہ پھرے ماری دردر بلوے میں ہو ننگے سر زینبؑ مضطر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

حرص ہماری مٹ جائے، اس خاطر ہائے ہائے شانوں میں رسّی بندھوائے شاہؑ کی خواہر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

احمدؐ وزہراؑ کی پیاری بیٹیاں اور بہویں ساری دردر پھرتی ہیں ماری خاک ہے سر پر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

اُمّت کی خاطر شہ نے، درد سہے کیسے کیسے روندا گیا ہے گھوڑوں سے لاشۂ سرور واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

آہ ادیمِ دل بریاں، ابنِ محبوبِ یزداںؐ ہو جائے ہم پر قرباں، ہم نہ ہوں مضطر واویلا

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

نوحہ

(۸)

خلق کے غم خوار شہِ ذی حشم، حق کے طلبگار شہِ ذی حشم
دین کے سردار شہِ ذی حشم، رحمتِ غفّار شہِ ذی حشم
خلق کے دل درد سے تا کہ بھریں، درد جو بھر جائے تو پھر دل مریں
مر کے جئیں اور بدی سے بچیں، تو رہا غم خوار شہِ ذی حشم
درد سے بھر جائے کسی کا جو دل، دین میں اُس کے نہ ہو شیطاں مُخل
امر یہ فطری ہے اُسے جائے مل، رحمتِ غفّار شہِ ذی حشم
سیّدہؑ کے لعل میں صدقے ترے، تو نے ہمارے لئے کیا دُکھ سہے
ظلم کی تلوار سے ٹکڑے ہوئے، سب ترے دلدار شہِ ذی حشم
جور و ستم سب ترے بچّے سہیں، تا جو مُحب ہوں وہ بدی سے بچیں
حیف ہے اس پر بھی نہ ہم سب بنیں، تیرے طلب گار شہِ ذی حشم
جانِ نبیؐ تجھ پہ دل و جاں فدا، حیف ہے تو ہم پہ تصدق ہوا
بھوک میں اور پیاس میں کھاتا رہا، نیزہ و تلوار شہِ ذی حشم
تیرے تو بچّے بھی بڑے دُکھ بھریں، بھوک میں اور پیاس میں تڑپا کریں
حیف ہے ہم اس پہ بھی غافل رہیں، دل نہ ہوں بیدار شہِ ذی حشم
تیرہ برس کا وہ بھتیجا ترا، راحتِ جانِ حسنؑ مجتبیٰ
جیتے ہی جی گھوڑوں سے روندا گیا، قاسمؑ دلدار شہِ ذی حشم
شر سے بچانے کو ہمیں جائے آہ، نیزہ و تلوار و تبر کھائے آہ
شانے ہمارے لئے کٹوائے آہ، تیرا علمدار شہِ ذی حشم

حیف ہے وہ یوسفِ ثانی ترا، احمدِ مرسلؐ کی جو تصویر تھا
کھا کے سناں قلب پہ تڑپا کیا، اکبرؑ جرار شہِ ذی حشم
ننّھا سا بے شیر مجاہد ترا، ہم کو گناہوں سے بچانے چلا!
سوکھے ہوئے حلق پہ اس کے لگا، تیرِ ستمگار شہِ ذی حشم
نازوں کی پالی وہ سکینہؑ تری، کانوں سے بُندے چھنے زخمی ہوئی
بھوک میں اور پیاس میں کھاتی رہی، سیلیوں کی مار شہِ ذی حشم
اہلِ حرم کا ہے ترے سر کھلا، اونٹوں پہ اَسوار ہے ان کو کیا
بہر تماشا ہے سجایا گیا، کوفہ کا بازار شہِ ذی حشم
گردنِ نازک میں ہے طوقِ گراں، پاؤں میں پہنے ہوئے ہے بیڑیاں
لوٹے ہوئے قافلے کا سارباں، عابدِؑ بیمار شہِ ذی حشم
گھر سے نہ نکلیں کبھی جو بیبیاں، قید میں دیکھے انہیں سارا جہاں
زینبؑ و کلثومؑ کہاں اور کہاں، شام کا دربار شہِ ذی حشم
اب تو شب و روز ہے مضطر ادیؔم، بخش اسے علمِ حقیقی علیم
چشمِ کرم حال پہ اُس کے کریم، نائب غفّار شہِ ذی حشم

نوحہ

٩

اے دوستو پھر چمکا یہ چاند محرم کا — نشتر ہے غم و ہم کا یہ چاند محرم کا
گھر احمدؐ و زہراؑ کا ویران ہوا اس میں — پیغام ہے مَاتم کا یہ چاند محرم کا
اِس چاند میں ڈوبا ہے چاند احمدؐ و زہراؑ کا — ہے ماتمِ پیہم کا یہ چاند محرم کا
دکھ اس میں اٹھائے ہیں احمدؐ کے گھرانے نے — ہے سیّدِ عالم کا یہ چاند محرم کا
گُل گُلشنِ زہراؑ کے پامال ہوئے اس میں — ہے اِک غمِ اعظم کا یہ چاند محرم کا
تڑپیں نہ ادیمؔ اس میں کیوں قلبِ اَحبّا کے — ہے درد کا اور غم کا یہ چاند محرّم کا

نوحہ
(۱۰)

سیّدؑ ذیشاں واویلا، دین کے سلطاں واویلا نائبِ یزداں واویلا، شاہؑ شہیداں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
شر سے ہمیں بچانے کو، حرص و ہویٰ سے چھڑانے کو غفلتِ نفس مٹانے کو، شہ ہوئے قرباں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
سر پیٹو اَے اہلِ عزا، جانِ نبیؐ کو قتل کیا گھوڑوں سے پامال ہوا، لاشہ بیجاں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
ہوش میں تا ہم کو لائے، سینہ پر برچھی کھائے ہم پر قرباں ہو جائے، اکبرؑ ذیشاں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
تڑپا کرے پیاسہ بے شیر، پائے نہ وہ قطرہ بھر نیر خشک گلے پر کھائے تیر، اصغرؑ ناداں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
ہے ہے سبطِ پیغمبرؐ، حیدرؑ و زہراؑ کا دلبر دیکھو نوک نیزہ پر، پڑھتا ہے قرآں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
قتل ہوئے بیٹے، بھائی، احمدؐ و زہراؑ کی جائی ہے ہے بلوے میں آئی، باسرِ عریاں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
شاہ کی نازوں کی پالی، ہائے وہ ننھی سی بالی رُخ پہ طمانچوں کی لالی، دل ہے بریاں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا
آہ! ادیمؔ خستہ دل، تڑپے نہ کیوں مثلِ بسمل بے حد ہے یارو مشکل، منزلِ ایقاں واویلا
واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا

نوحہ

(۱۱)

دوستو سوچو ذرا تم کیا ہوا اس چاند میں
چاند زہراؑ کا گہن میں آ گیا اس چاند میں

سیّدہؑ کے لعل کے خوں سے زمیں ابتک ہے لال
دودھ زہراؑ کا لہو بن کر بہا اس چاند میں

گُلشنِ زہراؑ کے سارے نخل تیغِ ظلم سے
کٹ گئے ہے ہے ستم ایسا ہوا اس چاند میں

احمدؐ و زہراؑ کا تھا گلزار کیا پھولا پھلا
باغیوں کے ہاتھ سے وہ لٹ گیا اس چاند میں

فتنہ وشر کو ہمارے دل سے کھونے کیلئے
دردِ دل کا شاہؑ نے ساماں کیا اس چاند میں

احمدِؐ مرسل کے پیارے فاطمہؑ کے جان ودل
ہو گئے صد حیف سب ہم پر فدا اس چاند میں

اے ادیؔم خستہ دل سر پیٹ کر فریاد کر
سیّدہؑ کا لعل بے سر ہو گیا اس چاند میں

نوحہ (۱۲)

جد کے روضے پہ جب سبطِ خیر الورا
بہر رخصت گئے جھک کے مُجرا کیا
مرقدِ شہ کے بوسے لئے اور کہا
ناناً جاں الوداع الوداع الوداع

خامُشی کی زباں سے یہ شہ نے کہا
منتظر جس کا میں اپنے بچپن سے تھا
شکر ہے شکر ہے اب وہ دن آگیا
ناناً جاں الوداع الوداع الوداع

درد دینے محبوں کو جاتا ہوں اب
سہہ کے ایسے دکھاؤں گا ظلم و تعب
جس سے تڑپا کرے قلب احباب کا
ناناً جاں الوداع الوداع الوداع

نفس جو بھی المناک ہو جائے گا
قلب میں اس کے ادراک ہو جائے گا
بے پڑھے ہی اُسے علم مل جائے گا
ناناً جاں الوداع الوداع الوداع

درد و غم نفس کو جن کے جائے گا مل
ہوں گے جذبات و ہفوات سے پاک دل
فتنہ و شر سے ہر ایک بچ جائے گا
ناناً جاں الوداع الوداع الوداع

میرے بھائی بھتیجے بھی قربان ہوں بھانجے اور بیٹے بھی بے جان ہوں
تیر گردن پہ بے شیر کھائے مرا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

میرا لاشہ بھی گھوڑوں سے پامال ہو چُور زخموں سے اکبرؑ مرا لعل ہو
ہو کسی طرح دوزخ سے اُمت رہا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

میری بیٹی کے کانوں سے چھینیں گُہر ماریں سیلیاں اس کے رخسار پر
دخترانِ احبّا کا ہو پر بھلا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

میری بہنیں پھنسیں سخت آزار میں سر کھلے جائیں کوفہ کے بازار میں
پر ہوئی سے ہوں عوراتِ اُمت رہا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

نانا جاں آپ بھی کیجئے گا دعا میری نصرت کرے ہر گھڑی رب مرا
حسبِ وعدہ میں اب گھر لٹانے چلا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

آہ جنبش میں تھا روضۂ مصطفیٰؐ کانپتی تھی لحد تھی یہ گویا صدا
میری اُمت کے عاشق میں تجھ پہ فدا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

اے ادیمؔ حزیں تو بھی کرلے بکا
جانِ زہراؑ

نوحہ
(۱۲)

جد کے روضے پہ جب سبطِ خیر الورا بہر رخصت گئے جھک کے مُجرا کیا
مرقدِ شہ کے بوسے لئے اور کہا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

خامُشی کی زباں سے یہ شہ نے کہا منتظر جس کا میں اپنے بچپن سے تھا
شکر ہے شکر ہے اب وہ دن آ گیا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

درد دینے محبوں کو جاتا ہوں اب سہہ کے ایسے دکھاؤں گا ظلم و تعب
جس سے تڑپا کرے قلب احباب کا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

نفس جو بھی المناک ہو جائے گا قلب میں اس کے ادراک ہو جائے گا
بے پڑھے ہی اُسے علم مل جائے گا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

درد و غم نفس کو جن کے جائے گا مل ہوں گے جذبات و ہفوات سے پاک دل
فتنہ و شر سے ہر ایک بچ جائے گا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

دل نجاست سے باطن کے جب پاک ہوں جل کے سارے ہویٰ و ہوس خاک ہوں
ان پہ رحمت کرے اپنی نازل خدا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

ہے یہی التجا ربِّ غفّار سے تیری امت مرے جد بچے نار سے
ان پہ جاتا ہوں سر اپنا کرنے فدا نانا جاں الوداع الوداع الوداع

میرے بھائی بھتیجے بھی قربان ہوں — بھانجے اور بیٹے بھی بے جان ہوں
تیر گردن پہ بے شیر کھائے مِرا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

میرا لاشہ بھی گھوڑوں سے پامال ہو — چُور زخموں سے اکبرؑ مِرا لعل ہو
ہو کسی طرح دوزخ سے اُمّت رہا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

میری بیٹی کے کانوں سے چھینیں گُہر — ماریں سیلیاں اس کے رخسار پر
دخترانِ احبّا کا ہو پر بھلا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

میری بہنیں پھنسیں سخت آزار میں — سر کھلے جائیں کوفہ کے بازار میں
پر ہویٰ سے ہوں عوراتِ اُمّت رہا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

ناناؐ جاں آپ بھی کیجئے گا دعا — میری نصرت کرے ہر گھڑی رب مِرا
حسبِ وعدہ میں اب گھر لٹانے چلا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

آہ جنبش میں تھا روضۂ مصطفیٰؐ — کانپتی تھی لحد تھی یہ گویا صدا
میری اُمّت کے عاشق میں تجھ پہ فدا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

اے ادیبؔ حزیں تو بھی کرلے بکا — ذرّہ ذرّہ سے آتی ہے اب تو صدا
جانِ زہراؑ حبیبِ نبیؐ الورا — ناناؐ جاں الوداع الوداع الوداع

نوحہ

صد حیف بے وطن شہِ ذیشان ہوگیا — شہرِ مدینہ دوستو ویران ہوگیا

خاک اُڑ رہی ہے آج لحد پر بتولؑ کی — لو درد کا دلوں کے یہ سامان ہوگیا

غم دے کے ہم کو شر سے بچانے کے واسطے — خارج وطن سے سیّدِ ذیشان ہو گیا

روئیں جو حشر تک بھی تو ہلکا نہ بار ہو — گردن پہ ایسا خلق کی احسان ہوگیا

حرص و ہویٰ کو دل سے ہمارے مٹانے کو — آباد گھر بتولؑ کا ویران ہوگیا

رشکِ فلک تھا آہ جو گھر نجم و ماہ سے — دیکھو تو آج کیسا وہ سنسان ہوگیا

ناناؐ کی، ماں کی قبروں پہ رہنے دیا نہ آہ — کیا ظلم تجھ پہ فاطمہؑ کی جان ہوگیا

شبیّر کے الم سے بھری کُل فضا ادیؔم — کاشانہ غم کا عالمِ امکان ہوگیا

نوحہ

(۱۴)

دین کے سلطان امیرِ زمن نائب یزدان امیرِ زمن
سیّدہؑ کی جان امیرِ زمن رحمتِ رحمٰن امیرِ زمن
اُمّت عاصی کے دلوں کیلئے درد و الم کے ہیں یہ ساماں کئے
سارے عزیزوں نے ترے سر دئے حق کے نگہبان امیرِ زمن
آپ کی نصرت کے تھے وعدے کئے کوفیوں نے مسلمؑ مظلوم سے
عہد مگر توڑ دیا پھر گئے۔ اے شہِ ذیشان امیرِ زمن
رہ گیا تنہا وہ تمہارا سفیر۔ پھر گئے مظلوم سے بُرنا و پیر
کھا رہا ہے نیزہ و تلوار و تیر۔ مسلمؑ ذیشان امیرِ زمن
کرلیا مسلمؑ کو گرفتار حیف۔ لے گئے دربار میں غدّار حیف
کرتے ہیں مسلمؑ کے ستمگار حیف۔ قتل کا سامان امیرِ زمن
دشمنِ دیں ابنِ زیادِ لعیں۔ تختِ حکومت پہ ہوا ہے مکیں
بھائی کا تیرے کوئی ناصر نہیں۔ ہے وہ پریشان امیرِ زمن
چور ہے زخموں سے تو سارا بدن۔ اس پہ بھی ہاتھوں میں بندھی ہے رسن
بہتا ہے خوں اور ہے تشنہ دہن۔ کوفہ کا مہمان امیرِ زمن
مسلمؑ بیکس ہیں رسن میں بندھے۔ بام کے اوپر ہیں لعیں لے گئے
سایۂ تلوار میں ہیں اب کھڑے۔ مسلمؑ ذیشان امیرِ زمن
لیجئے للہ خبر یا شہا! کر دیا جلّاد نے سر بھی جُدا
آہ وہ مظلوم برادر ترا۔ ہو گیا بے جان امیرِ زمن

لاش کو کوٹھے سے گرایا ہے آہ ظلم یہ اعدا نے دکھایا ہے آہ
کوفہ کی گلیوں میں پھرایا ہے آہ۔ لاشئہ بے جان امیرِ زمن
ننّھے سے بچّے بھی جو ہمراہ تھے باپ سے پردیس میں وہ چُھٹ گئے
بچپنے میں جوروستم میں پھنسے۔ دونوں وہ نادان امیرِ زمن
غم سے بھلا کیسے نہ تڑپے ادیم کردے عطا ہم کو رضائے کریم
ایسی اُٹھائے تو بلائے عظیم میں ترے قربان امیرِ زمن

نوحہ

(۱۵)

کیا اہلِ وفا شاہؑ کی ہمشیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!
ہمّت کی دھنی زینبِؑ دلگیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبوّ! احمدؐ کے محبو!

اُمّت پر فدا کرتی ہے وہ چاند سے دلدار، ہے جن پہ بڑا پیار ہے جن پہ بڑا پیار
یہ فاطمہؑ کے دودھ کی تاثیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

کوئی نہیں احمدؐ کے گھرانے کا یگانہ دشمن ہے زمانہ، دشمن ہے زمانہ
مہمانی میں تیغ و تبر و تیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

وہ چاہتے تھے خلق بچے حرص و ہویٰ سے، فتنے سے دغا سے، فتنے سے دغا سے
احمدؐ کے گھرانے کی یہ تقصیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

زینبؑ نے پسر کس لئے قربان کئے ہیں، کیوں درد سہے ہیں، کیوں درد سہے ہیں
کیوں قید ہوئی زینبِؑ دلگیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

پڑھنے کی ضرورت نہ ہو اور علم ہو حاصل، گر غم سے بھریں دل، گر غم سے بھریں دل
مل جائے ہمیں درد یہ تدبیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

ٹکڑے ہوئے تلواروں سے زہرؑا کے نواسے، اور بھوکے پیاسے، اور بھوکے پیاسے
خوں ہو کے بہا فاطمہؑ کا شِیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

کس طرح نہ دل عونؑ و محمدؑ پہ ہو قرباں، کیوں صدقے نہ ہو جاں، کیوں صدقے نہ ہو جاں
دونوں پہ چلی ظلم کی شمشیر ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

افسوس ہمارے لئے طیّار کے پوتے، جانوں کو ہیں کھوتے، جانوں کو ہیں کھوتے
ایسا اثرِ صحبتِ شبیرؑ ہے دیکھو! احمدؐ کے محبو! احمدؐ کے محبو!

صدقے سے ملے عونؑ و محمدؑ کے طریقت، اور علمِ حقیقت، اور علمِ حقیقت
اب تک بھی ادیؔم اس لئے دلگیر ہے دیکھو ! احمدؐ کے محبو ! احمدؐ کے محبو !

نوحہ

(۱۶)

قربان ہم پہ قاسمؑ جرار ہوگیا ایسا ہمارے عشق میں سر شار ہو گیا
دلبندِ مجتبیٰؑ ترے قرباں ہوں جان و دل بچپن میں شبیہ حیدرؑ کرار ہو گیا
تیرہ برس کا ہے ابھی اور کھیل کے ہیں دن اس عمر میں ہی قاتلِ کفار ہو گیا
دل کو ہمارے درد سے بھرنے کے واسطے مرنے پہ بچپنے میں ہی تیار ہو گیا
ریتی پہ لوٹ کر جو دیا ہم کو دردِ دل تعمیرِ قصرِ دیں کا تو معمار ہو گیا
جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حسینؑ اطفالِ دو جہاں کا تو سردار ہو گیا
ہے ہے ہمارے واسطے کیا کیا ستم سہے پامال رن میں آہ وہ دلدار ہو گیا
کم عمر جتنے ہوں گے مجاہد زمانے میں قربان تجھ پہ سب کا تو سردار ہو گیا
بچپن میں ہر بلا پہ رہا شاکر و صبور سارے جہاں پہ صاف یہ اظہار ہو گیا
محبوبِ کردگار کی اُمت کے واسطے واللہ تو نمونۂ ایثار ہوگیا
تیغوں سے قطع ہوگیا شبرؑ کا نونہال ٹکڑے نہ غم سے اپنا دلِ زار ہو گیا
ایمان کا نشاں ہے فقط آرزوئے موت ہر شخص پر جہاں میں یہ اظہار ہو گیا
پامال ہو کے لے لیا اِک منصب جلیل خلقت میں تو بھی ناشرِ انوار ہو گیا
کچلا گیا ہے گھوڑوں کی ٹاپوں سے جیتے جی پر کی نہ آہ ایسا تو صبّار ہو گیا
غفلت نہ تیرے دل سے مٹی اب بھی اے ادیمؔ پامال رن میں قاسمؑ جرار ہو گیا

نوحہ

(۱۷)

دل جو رہے مبتلا درد کے آزار میں
ہوگا وہ داخل ضرور رحمتِ غفّار میں

احمدؐ مرسل کا جو عاشقِ صادق نہ ہو
جا نہ سکے گا کبھی خُلد کے گلزار میں

حق کے نبیؐ کا چمن ہوگیا پامال حیف
آلِ نبیؐ پھنس گئے ظلمِ ستمگار میں

چوستا تھا جو زباں احمدؐ مختار کی
آج ہے پیاسا کھڑا تیروں کی بوچھار میں

بیٹیاں بہویں تمام بنتِ پیمبرؐ کی آہ
باسرِ عُریاں ہیں سب قیدِ جفا کار میں

آہ! مسلمان آہ! تیرے نبیؐ کے حرم
جاتے ہیں اب سر کھلے شام کے دربا میں

روئے گا دن رات وہ پیٹ کے سر کو ضرور
غرق ہے جو اُلفتِ احمدؐ مختار میں

سارے مسلماں ادیؔم اس کے ہیں قائل ضرور
حُبِ نبیؐ اصل ہے دین کے آثار میں

نوحہ

۱۸

رحمت رب کی اس مولاؑ پر ۔ تڑپا جو ریگِ کرب وبلا پر ۔ خاک پہ لاشہ نیزے پہ سر

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

بنتِ نبیؐ کی گود کا پالا ۔ کھائے تیغ و تیر اور بھالا ۔ نکلے نہ کیوں پھر دل سے نالہ

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

جس کو نبیؐ کاندھے پہ چڑھائے ۔ اس کا لاشہ روندا جائے ۔ ہم کو پھر بھی زینت بھائے

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

زہراؑ جس کو دودھ پلائے ۔ مقتل میں وہ خوں میں نہائے ۔ تا کہ ہمیں عصیاں سے بچائے

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

شمرِ ملعوں جاہ کی خاطر ۔ نام و نمود اور چاہ کی خاطر ۔ آیا قتلِ شاہؑ کی خاطر

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

اکبرؑ مہ رو برچھی کھائے ۔ تا کہ ہمیں عصیاں سے بچائے ۔ اور ہم سے بدی سے بچا نہ جائے

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

آہ رسولِؐ حق کی صورت ۔ خون میں ڈوبی چاند سی مورت ۔ دنیا کو تھی اس سے کدورت

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

شاہِؑ زمن کا ننھا بچہ ۔ پانی کی اک بوند کو ترسا ۔ تیر گلے پر کھا کر تڑپا

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

اُس کا دھیان جو دل تڑپائے ۔ آنکھ میں دنیا پھر نہ سمائے ۔ حق کی جانب لَو لگ جائے

خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

آہ سکینہؑ نازوں کی پالی ۔ چار برس کی ننھی بالی ۔ بہرِ اُمّتؐ ہو دُکھ والی
خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر
رُخ پہ طمانچے اس نے کھائے ۔ کانوں سے بُندے چھنوائے ۔ تاکہ شر سے ہمیں بچائے
خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر
دشمنِ دیں تھے دنیا والے ۔ دل کو ادیمؔ اب تو سمجھا لے ۔ کرتا رہے فریاد و نالے
خاک ہے یارو اس دنیا پر ۔ حیف ہے یارو اس دنیا پر

نوحہ

(۱۹)

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا۔ دلبندِ شاہِؑ اولیا ۔ کل خلق کے مشکل کشا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

جرّار و فاتح صف شکن ۔ ابنِ شہِ مرحب فگن ۔ کیا کیا سہے تو نے محن ۔ جانِ وفا روحِ حیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اُمت کی بخشش کیلئے ۔ ظلم و ستم کیا کیا سہے ۔ بازو تلک کٹوا دیئے ۔ کیوں ہم نہ ہوں تم پر فدا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

[illegible] مل جائے پھر رحمت کا در ۔ بخشش کا یہ ساماں کیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

ہم کو جگانے کے لئے ۔ شر سے بچانے کیلئے ۔ حق سے ملانے کیلئے ۔ تیغ و سناں کھاتا رہا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اُمت پہ احساں کر گئے ۔ غم سے دلوں کو بھر گئے ۔ عاشق تھے ہم پر مر گئے ۔ دل تم پہ صدقے جاں فدا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اے عاشقِ جانبازِ رب ۔ کیا کیا سہے تو نے تعب ۔ ٹکڑے کرایا جسم [illegible]

عباسؑ معراجِ وفا [illegible]

تم جانبِ کوثر گئے ۔ لشکر کو ویراں کر گئے [illegible]

اطفالِ شاہ [illegible]

آہ سکینہؑ نازوں کی پالی - چار برس کی ننھی بالی - بہرِ اُمتؐ ہو دُکھ والی
خاک ہے یارو اس دنیا پر - حیف ہے یارو اس دنیا پر
رُخ پہ طمانچے اس نے کھائے - کانوں سے بُندے چھنوائے - تاکہ شر سے ہمیں بچائے
خاک ہے یارو اس دنیا پر - حیف ہے یارو اس دنیا پر
دشمنِ دیں تھے دنیا والے - دل کو ادیمؔ اب تو سمجھا لے - کرتا رہے فریاد و نالے
خاک ہے یارو اس دنیا پر - حیف ہے یارو اس دنیا پر

نوحہ

(۱۹)

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا۔ دلبندِ شاہِؑ اولیا ۔ کل خلق کے مشکل کشا

عباسؑ معراجِ وفا ۔عباسؑ مقتولِ جفا

جرّار و فاتح صف شکن ۔ ابنِ شہِ مرحب فگن ۔ کیا کیا سہے تو نے محن ۔ جانِ وفا روح حیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اُمت کی بخشش کیلئے ۔ظلم و ستم کیا کیا سہے ۔ بازو تلک کٹوا دئے ۔ کیوں ہم نہ ہوں تم پر فدا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

دل درد سے بھر جائیں گر ۔ حرص و ہوا بھی جائیں مر ۔ مل جائے پھر رحمت کا در ۔ بخشش کا یہ ساماں کیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

ہم کو جگانے کے لئے ۔ شر سے بچانے کیلئے ۔حق سے ملانے کیلئے ۔ تیغ و سناں کھاتا رہا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اُمت پہ احساں کر گئے ۔غم سے دلوں کو بھر گئے ۔ عاشق تھے ہم پر مر گئے ۔ دل تم پہ صدقے جاں فدا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اے عاشقِ جانبازِ رب ۔ کیا کیا سہے تو نے تعب ۔ٹکڑے کرایا جسم سب ۔ ہم پر ہے یہ احساں کیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

تم جانبِ کوثر گئے ۔ لشکر کو ویراں کر گئے ۔ انصارِ شہ سب مر گئے ۔ تنہا ہے جانِ فاطمہؑ

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

اطفالِ شاہ دین کے ۔ کس شوق سے سقّہ بنے ۔ دریا پہ قابض ہو گئے ۔قطرہ نہ پانی کا پیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

کٹوائے دونوں ہاتھ بھی۔اور مشک تیروں سے چھدی۔بچوں کی ٹوٹی آس بھی۔پیاسوں کا دل بریاں ہوا

عباسؑ معراجِ وفا ۔عباسؑ مقتولِ جفا

اٹھوتو عباسِؑ علی ۔کیسی تمہیں نیند آ گئی ۔ روتی ہے پیاری آپ کی ۔ بالی سکینہؑ کے چچا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

کیسی ہے غفلت مہ جبیں۔آئے ہیں دیکھو شاہ دیں۔تعظیم تم نے دی نہیں۔کیا آج تم کو ہو گیا

عباسؑ معراجِ وفا ۔ عباسؑ مقتولِ جفا

قلبِ ادیمؔ بےنوا۔تڑپے نہ کیوں سیماب سا۔کی ہم پہ تم نے جاں فدا۔اے ابنِ شاہ اولیا

نوحہ

(۲۰)

کیوں دوستو یہ کیسے دن ہیں دل آپ ہی بھر بھر آتے ہیں
جب دل سے دھواں سا اُٹھتا ہے اشک آنکھوں میں آجاتے ہیں

دلبندِ نبیؐ کیسا تیرا یہ درد بھرا انجام ہوا
جو لوگ بھی اس کو سنتے ہیں، گو غیر بھی ہوں غم کھاتے ہیں

اَے دوستو پیاسے بچوں کو تسکین تو ہو رو رو کے کہو
عباسؑ گئے ہیں دریا پر بچو اب پانی لاتے ہیں!

احمدؐ کے گھرانے کے بچو! تم پر اِک عالم صدقے ہو
عباسِؑ دلاور میداں سے پیاس آکے تمہاری بجھاتے ہیں

خیمے کے در پر ہیں بچے خالی کوزے ہاتھوں میں لئے
کہتے ہیں وہ سقائے حرم مشکیزہ بھر کر لاتے ہیں

تقدیر نے پر کیا دکھلایا تیروں سے مشک چھدی ہے ہے
سقائے سکینہؑ کے بازو دریا پر کاٹے جاتے ہیں

ان بھوکے پیاسے بچوں کی اب آس ہی بالکل ٹوٹ گئی
پیاس ہم کو مارے دیتی ہے بچے یہ شور مچاتے ہیں

اے اہلِ عزا سوچو تو ذرا ہے دنیا کا دستور یہی
بچے جب مچلا کرتے ہیں تو ان کو سب بہلاتے ہیں

لیکن آلِ احمدؐ یارو مظلوم ہیں کیسے دنیا میں
اِن کے بچے جب روتے ہیں اعدا اُن کو دھمکاتے ہیں

افسوس ہے چھوٹی سی بچّی جب باپ کی خاطر روتی ہے
اُس کے ننّھے سے رخسارے سیلی سے سجائے جاتے ہیں
اے اہلِ عزا فریاد کرو اب شام کے حاکم کے آگے
سر کھولے آلِ احمدؑ کو دربار میں لیکر جاتے ہیں
روئے نہ ادیبؔ خستہ جگر کیوں آلِ نبیؑ کے مصائب پر
جب دھیان بھی اُن کا آتا ہے تو قلب و جگر تھراتے ہیں

نوحہ

(۲۱)

کرب و بلا میں ظلم کی آندھی یہ آئی ہے　　برباد سیّدہؑ کی ہوئی سب کمائی ہے
اس طرح شہ نے نار سے اُمّت بچائی ہے　　ساری کمائی شاہِؑ زمن نے لٹائی ہے

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یا رب دہائی ہے

حیوانیت سے ہم کو بچانے کے واسطے　　دل کو ہمارے صاف بنانے کے واسطے
قیدِ ہویٰ سے ہم کو چھڑانے کے واسطے　　جنت کی راہ ہم کو دکھانے کے واسطے

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یا رب دہائی ہے

مطلب یہ تھا کہ جان کو اکبرؑ جو کھوئے گا　　جو بھی سنے گا اس کی جوانی پہ روئے گا
پہنچے گا درد دل کو تو دل صاف ہوئے گا　　غم کا اثر گناہوں کی سیاہی کو دھوئے گا

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یا رب دہائی ہے

اے سیّدہؑ کی گود کے پالے ترے نثار　　میرے لئے تو دُکھ یہ اٹھالے ترے نثار
کیوں دل سے میرے نکلیں نہ نالے ترے نثار　　غم سے نہ کیوں ہوں قلب پہ چھالے ترے نثار

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یا رب دہائی ہے

اے شاہؑ دین سیّدِ ذیشاں ہزار حیف فرزند ہم پہ کردیا قرباں ہزار حیف
ہم شکلِ مصطفیٰؐ ہوا بے جاں ہزار حیف تھا درد کا دلوں کے یہ ساماں ہزار حیف

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

بیٹا بھی وہ دیا جو تھا ہم شکلِ مصطفیٰؐ جسکی بہادری میں تھی سب شانِ مرتضیٰؑ
خُلقِ حسنؑ میں گویا کہ تصویرِ مجتبیٰؑ صابر، کریم، متقی و عاشقِ خدا

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

اے اُمِّ لیلہ بانوئے سرور ترے نثار دردوں کی ماری مادرِ اکبرؑ ترے نثار
قربان ہم پہ کر دیا دلبر ترے نثار تیرا غروب ہوگیا اختر ترے نثار

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

اُمّت کے بخشوانے کو تم نے پسر دیا دل درد سے تو غم سے کلیجہ کو بھردیا
قرباں ہمارے واسطے اکبرؑ کو کردیا راہِ خدا میں آپ کے پیارے نے سر دیا

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

افسوس تڑپے خاک پہ اکبرؑ سامہ جبیں ہو پار اسکے سینے سے ہے ہے سنانِ کیں
ٹکڑے کریں وہ گُل سابدن دشمنانِ دیں اس پر بھی شکر کرتی رہے ماں صد آفریں

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

بی بی تمہارا لعل لہو میں ہوا جو لال صورت میں بینظیر تھا سیرت میں بیمثال
زخموں سے چور چور ہوا پیاس سے نڈھال تم نے ہمارے واسطے سب سہہ لئے ملال

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

ہے ہے جوانا مرگ مُوا لعل آپؑ کا! ہے ہے شہید رن میں ہوا لعل آپ کا
پیاسا تڑپ تڑپ کے مُوا لعل آپ کا نیزہ سے آہ قتل ہوا لعل آپ کا

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگ گرم پہ یارب دہائی ہے

اے دلبرِ بتولؑ یہ ہمت ہے مرحبا تجھ پر نزولِ رحمتِ باری رہے سدا
قرباں ہمارے واسطے فرزند کر دیا قلبِ آدمؑ تڑپے نہ کیوں وا مصیبتا

برچھی ہمارے واسطے اکبرؑ نے کھائی ہے
تڑپا ہے ریگِ گرم پہ یارب دہائی ہے

نوحہ

(۲۲)

ہے ہے اصغرؑ شاہ کے دلبر سارے بچّے قرباں تجھ پر

ننھا مجاہد ہوگیا بے سر، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

جھولے میں تو پیاسا تڑپے، پانی کے قطرے کو ترسے

خشک زباں ہونٹوں پر پھیرے، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

بچّے تیری پیاس کے صدقے، آنکھوں سے تو پانی مانگے

ننھا سا بالا بولے کیسے، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

تیرے سوکھے حلق کے صدقے، اُمّت کے یہ سارے بچّے

ننھا سا منہ تو پیاس سے کھولے، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

صدقے تیرے ننّھے بالے، بانوؑ کی گودی کے پالے

تیرِ ستم تو حلق پہ کھالے، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

اے دلبندِ سرورِ عادل، ہاتھوں پہ شہ کے تو ہو بسمل

تڑپیں نہ کیونکر بچّوں کے دل، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

تیری خشک زباں کے قرباں، اُمّت کے سب بچّے ناداں

درد و الم کے ننّھے سے قرآں، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

آہ ادیؔمِ بے سر و ساماں، غم سے نہ ہو دل تیرا بریاں

اب بھی نہ ہو تو دل سے نالاں، ہے ہے اصغرؑ پیاسے اصغرؑ

نوحہ (۲۳)

Ok

اے اصغرِؑ ناداں ۔ ہم تم پہ ہوں قرباں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

بچّوں کے لئے کر گئے تم درد کا ساماں اے اصغرِؑ ناداں

تڑپا کئے جھولے میں بھی تم پیاس کے مارے ۔ اے شاہؑ کے پیارے

دکھلائی زباں خشک تو دل کر دیئے بریاں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

کس طرح نہ بچّے الم و درد سے تڑپیں ؟ دل کیسے نہ دھڑکیں

پانی کے عوض تیر ملا ہوگئے بے جاں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

ننّھی سی تری لاش پہ کیسے نہ ہوں صدقے ۔ احباب کے بچّے

جب ہوگئے تم درد کے اک ننّھے سے قرآں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

گھر بھر کے لئے ہوتا ہے اِک شغل کا ساماں ۔ بچّہ جو ہو ناداں

جھولا کیا ویران تو گھر کر گئے سنساں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

درد و الم و غم کا اثر ہوئے نہ کیونکر ۔ بچّوں کے دلوں پر

جب ان کے لئے ننّھی سی جاں کر گئے قرباں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

اے مُصحفِ ناطق کے پسر غم کی حمائل ۔ گردن ہوئی گھائل

اے باعثِ تسکینِ دلِ شاہ شہیداں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

کس طرح ادیمِ جگر افگار نہ تڑپے؟ لب پر نہ ہوں نالے؟

غفلت سے جگانے کا ہمیں کر گئے ساماں ۔ اے اصغرِؑ ناداں

نوحہ

(۲۴)

آہ! عبداللہ فرزندِ حسنؑ مارا گیا
دس برس کے سن میں ہی وہ گلبدن مارا گیا

امّت جد کو گناہوں سے بچانے کیلئے
ہاتھ بھی کٹوادئے تشنہ دہن مارا گیا

آہ! بچپن میں ہمارے واسطے یہ دُکھ سہے
تیر گردن پر لگا گُل پیرہن مارا گیا

آیا تھا سینہ سپر کرنے چچا پر آہ! آہ!
کٹ گیا تیغوں سے وہ گُل سابدن، مارا گیا

وار جو شہؑ پر ہوا بچّے نے ہاتھوں پر لیا
ہاتھ کٹ کر گر گئے وہ خستہ تن مارا گیا

گر کے شہؑ کی گود میں وہ خون میں لوٹا کیا
تیر کھا کر حلق پر تشنہ دہن مارا گیا

ہاتھ میرے کٹ گئے کیسے بچاؤں آپ کو
اے چچا کہتا ہوا ابنِ حسنؑ مارا گیا

اے ادیبؔ خستہ دل سر پیٹ کر فریاد کر
تیری خاطر دس برس کا گلبدن مارا گیا

نوحہ

(۲۵)

رولو محبو آج قیامت کی رات ہے
ماتم کرو مصائبِ عترت کی رات ہے

اک شب کا میہماں ہے جانی بتولؑ کا
فرزندِ مصطفیٰؐ سے یہ فرقت کی رات ہے

زہراؑ کا لعل صبح کو ہوگا لہو میں لال
دلبندِ مرتضیٰؑ کی شہادت کی رات ہے

لٹ جائے گا بتولؑ کا پھولا پھلا چمن
پامالیٔ ریاضِ رسالت کی رات ہے

سینہ پہ سونے والی سکینہؑ حسینؑ کی
بچّی پہ یہ یتیمی کی آفت کی رات ہے

زینبؑ تو بچپنے سے ہے عاشق حسینؑ کی
بھائی بہن میں آہ یہ فرقت کی رات ہے

لے لے جسے طہارتِ قلبی کی ہو طلب
یہ تزکیہ کی اور طہارت کی رات ہے

مل جائے نورِ قلب جو دل درد سے بھرے
طالب کے واسطے یہ بصیرت کی رات ہے

☆☆☆☆☆

اصحابِ باوفا کو کیا جمع شاہؑ نے
سب سے کہا کہ آج قیامت کی رات ہے

زندہ نہ مجھ کو چھوڑے گی یہ قومِ اشقیا
میری تو دوستو یہ شہادت کی رات ہے

کاہے کو میرے واسطے تم بھی تباہ ہو
میری تو بالیقیں یہ ہلاکت کی رات ہے

بیعت سے اپنی کرتا ہوں ہر ایک کو رہا
چھوڑو ہمارا ساتھ یہ رخصت کی رات ہے

انصارِ شاہؑ کہتے ہیں اے دلبرِ رسولؐ
یہ شب ہمارے واسطے رحمت کی رات ہے

ساتھ آپ کا بتایئے ہم کیسے چھوڑ دیں؟
یہ ہے شبِ وصال کہ ہجرت کی رات ہے

تنہا دلِ بتولؑ کو اعدا میں چھوڑ دیں
ایسی بھی کوئی دہر میں بدعت کی رات ہے

نصرت میں قتل ہوں گے تمہاری ہزار بار — ہم کو یقیں ہو ایسی یہ آفت کی رات ہے
تب بھی تمہارے ساتھ سے ہرگز جدا نہ ہوں — دلبندِ مصطفیٰؐ کی یہ الفت کی رات ہے

قربان کرتے ہوتیں جو جانیں ہزار بھی
مولا یہی حصولِ سعادت کی رات ہے

☆☆☆☆☆

اصحابِ باوفا سے یہ کہتے ہیں شاہِؑ دیں — اب سوچ لو کہ بس یہی فرصت کی رات ہے
تم سب بھی قتل ہو تو بچے گی نہ میری جان — میری تو بالیقیں یہ شہادت کی رات ہے
اصحاب کہہ رہے ہیں کہ اے سیّدہؑ کے لعل — مولاؑ یہی تو درسِ مودّت کی رات ہے
کیونکر ہمیں ہو زندگیٔ دہر کی طلب! — آلِ نبیؐ پہ جبکہ مصیبت کی رات ہے
زہراؑ کے لعل تجھ پہ نہ کیوں ہوں نثار ہم — مولاؑ یہی تو دائمی عشرت کی رات ہے
چھوڑیں جو ساتھ حشر میں کیا اپنا حشر ہو — یہ آلِ مصطفیٰؐ پہ قیامت کی رات ہے
قربان آپ پر ہوں تو ہو خادموں کو عید — یہ تو ہمارے واسطے فرحت کی رات ہے
مل جائیں خاک میں تو ملے گنجِ کائنات — یہ شب حصولِ قدرت و عزت کی رات ہے

اے دلبرِ رسولؐ و جگر بندِ فاطمہؑ
تم پر فدا جو ہوں تو سلامت کی رات ہے

☆☆☆☆☆

شبیرؑ کہہ رہے ہیں کہ شاباش دوستو — سچ ہے یہی حصولِ سعادت کی رات ہے
کثرت کی وادیوں میں بھٹکتی رہی جو روح — مل جائے آج آ کے یہ وحدت کی رات ہے
سامانِ دردِ کُل ہے بنانا برائے خلق — اے دوستو یہی تو ہدایت کی رات ہے
اُمّت کے دل کو غم سے بھریں غفلتیں ہوں دور — تخلیقِ ہر بلاؤ مصیبت کی رات ہے
ہوئے گا قطع قطع ہر اک تیغِ ظلم سے — تم سب کی جان لو یہ شہادت کی رات ہے

تم پر چلیں گے صبح کو تیغ و سنان و تیر ہر اِک پہ یہ بلا و مصیبت کی رات ہے
پروانے ہوں گے شمعِ حرم پر نثار کل دینِ رسولؐ پاک کی نصرت کی رات ہے
بن لو، سنور لو، عطر لگا لو لباس میں عشاق کبریا کی یہ وصلت کی رات ہے

سجدے کرو خشوع سے منہ رکھ کے خاک پر
کرلو خدا کا ذکر کہ فرصت کی رات ہے

☆☆☆☆☆

اے مومنو عزائے حسینؑ بپا کرو اسلام پر یہ سخت مصیبت کی رات ہے
پیاسے ہیں تین روز سے اطفالِ شاہِ دیں بچّوں پہ یہ پیاس کی شدّت کی رات ہے
اے شاہِ بے وطن کی عزا کے فدائیو رولو کہ یہ صیانتِ ملّت کی رات ہے
عباسؑ سے جری کے بھی شانے کٹیں گے آہ! یہ یادگارِ جرأت و ہمّت کی رات ہے
چھاتی پہ نیزہ کھائے گا اکبرؑ سا نوجواں ہم شکلِ تاجدارِ رسالت کی رات ہے
ششماہے کے گلے پہ لگے گا ستم کا تیر اے دوستو! یہ ماتمِ فطرت کی رات ہے
پامال زندگی میں ہی ہوئے گا آہ آہ ! قاسمؑ سے نونہالِ صداقت کی رات ہے
لُٹ جائے گا یہ خیمۂ زنگاریِ حسینؑ بربادیٔ نشانِ رسالت کی رات ہے
کل ہوں گی قیدِ ظلم میں زہراؑ کی بیٹیاں آلِ رسولِ حق پہ قیامت کی رات ہے

دامن کو بھر لے گوہرِ مقصود سے ادیمؔ
خلّاقِ ایزدی کی یہ رحمت کی رات ہے

نوحہ

(۲۶)

شہؑ نے کہا کہ زینبؑ دلگیر الوداع
اب آخری ہے رخصتِ شبیرؑ الوداع

لو اُمّتِ نبیؐ کو بچانے گناہ سے
ہم سر کٹانے جاتے ہیں ہمشیر الوداع

مقتل میں جا کے کھائینگے اس بھوک پیاس میں
تلوار و نیزہ و تبر و تیر الوداع

ہوگی دعائے بخششِ اُمّت زبان پر
گردن پہ ہوگا خنجرِ بے پیر الوداع

اُمّت نہ بچ سکے گی کبھی مکر و زُور سے
ہوگی نہ دَردِ دل کی جو تدبیر الوداع

صفحہ پہ روزگار کے قرآنِ پاک کی
لکھیں گے اپنے خون سے تفسیر الوداع

تڑپیں گے اپنے خوں میں جو ہم ریگِ گرم پر
درد و الم کی کھینچیں گے تصویر الوداع

تم بھی ضرور اُمّتِ جد کے لئے بہن
دینے کی درد کیجئیو تدبیر الوداع

پا کر فراغ قتل سے مجھ بے دیار کے
آئیں گے لوٹنے تمہیں بے پیر الوداع

چادر بھی سر سے چھین لیں تو اُف نہ کیجئیو
کافی ہے تم کو پ[illegible]ِ تطہیر الوداع

جل جائیں سب خیام پہ بچنے کی خلق کے
ہوجائے کوئی نار سے تدبیر الوداع

رَسّی بندھے جو شانوں میں تو کیجئیو دعا
کھل جائے میرے شیعوں کی تقدیر الوداع

لرزہ میں خیمہ گہ کی زمیں ہلتی تھی ادیم
فرماتے تھے جو حضرتِ شبیرؑ الوداع

نوحہ

(۲۷)

آئے رخصت کو جب شاہؑ کرب و بلا — ذرّہ ذرّہ سے آتی تھی اس دم صدا
اے نبیؐ کے پسر تیرا حافظ خدا — الوداع الوداع الوداع الوداع
غم سے تھی کانپتی خیمہ گہ کی زمیں — سارے پردے قناتیں بھی لرزہ میں تھیں
کہتی تھی سائیں سائیں ہی کر کے ہوا — الوداع الوداع الوداع الوداع
بیبیاں اور بچّے ہیں گھیرے ہوئے — بیچ میں سب کے ہیں سرورِ دیں کھڑے
بچّے بچّے کے لب پر یہی ہے صدا — الوداع الوداع الوداع الوداع
بیبیاں جن کا کوئی بھی وارث نہیں — روئے سرور کو حسرت سے تھیں تک رہیں
ابنِ زہراؑ نے جس دم یہ اُن سے کہا — الوداع الوداع الوداع الوداع
چھوٹے بچّے بھی ٹانگوں سے لپٹے ہوئے — زخم ہائے مبارک کو تھے چومتے
جب وہ کہتے تھے خیمہ بھی تھا کانپتا — الوداع الوداع الوداع الوداع
شہؑ نے ایک ایک بچّے کو گودی میں لے — اُن کے رخسار و گردن کے بوسے لئے
پیار کر کر کے اِک اِک سے شہؑ نے کہا — الوداع الوداع الوداع الوداع
پیارے بچّو تمہیں ظلم سہنے ہیں اب — تم کو پہنچیں گے کیا کیا نہ رنج و تعب
ہم تو ہوتے ہیں اُمّت پہ جد کی فدا — الوداع الوداع الوداع الوداع
پیارے بچّو ہمیں یاد مت کیجیو! — یہ وصیّت نہ ہرگز بھلا دیجیو!
فرق آئے نہ صبر و رضا میں ذرا — الوداع الوداع الوداع الوداع
ننھی سی گردنوں میں بندھے جب رسن — لب پہ آئے شکایت نہ سہہ کر محنؔ!

کیجئیو صبر ہو خواہ کیسی جفَا — الوداع الوداع الوداع الوداع
بولے زینبؑ سے اُس وقت شاہِؑ زمن — دھیان اُمّت کا ہر دم رہے اے بہن
ہم نے سب کچھ تمہارے حوالے کیا — الوداع الوداع الوداع الوداع
ظلم سہہ کر دلوں کو دُکھانا بہن! — یوں محبوں کو شر سے بچانا بہن!
تا کہ احباب محفوظ ہوں ازخطا — الوداع الوداع الوداع الوداع
درد و حسرت کے سامان کردیجیو — دل کو احباب کے غم سے بھر دیجیو
بازوؤں میں رسن ہو تو سر ہو کُھلا — الوداع الوداع الوداع الوداع
سارے بچّوں کو بھی یہ سُجھا دیجیو — اُن کو ایسا سبق تم پڑھا دیجیو
اُمّتِ جد کے بچّوں پہ ہوئیں فدا — الوداع الوداع الوداع الوداع
ہم تو جا کر کٹائیں گے سر اے بہن! — اپنے شانوں میں بندھوائیو تم رسن
ہم ہوں مردوں پہ تم عورتوں پر فدا — الوداع الوداع الوداع الوداع
جاؤگی تم جو دربار میں ننگے سر — ہوگا عورات کے دل پہ غم کا اثر
اُن کو ہوئیگی زینت سے نفرت ذرا — الوداع الوداع الوداع الوداع
اے ادیمؔ حزیں جبکہ شاہِؑ زمن — چوم کر شانے کہتے تھے رخصت بہن
چوم کر شہؑ کا کہتی تھی زینبؑ گلا — الوداع الوداع الوداع الوداع

نوحہ
(۲۸)

ہوئے قتل جب شہِ کربلا، تو فلک سے آنے لگی صدا، دل و جانِ سرورِ انبیا، جگرِ علیؑ دلِ فاطمہؑ
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

وہ سرورِ جانِ محمدی، وہ حبیب مُرسلِ ایزدی، وہ ولی و عاشقِ سرمدی، وہ امامِ خلقِ رہِ رضا
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

جو ہیں عاشقانِ شہِ اُمم، نبیؐ الوراشہِ ذوالکرم، نہ ہو کیسے اُن کے دلوں کو غم، سُنیں جبکہ دلبرِ مصطفیٰؐ
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

یہ حرم سے فضّہ نے جب کہا، کہ اڑاؤ خاک غضب ہوا، ہوا قتل بی بی کا لاڈلا، تو اٹھا یہ خیمہ میں غُلغُلہ
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

وہ صغیرؑ شاہ کی لاڈلی، لگی کہنے رو رو کے کیوں پھوپی، ہیں سروں کو بیبیاں پیٹتی، تو وہ بولی اے مری دلرُبا
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

اُٹھے آج دہر سے پنجتنؑ، ہوا ذبح سیّد بے وطن، وہ ہے آج خاک پہ بے کفن، نہیں ڈھانپنے کو کوئی ردا
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

وہ حبیبِ سیدؐ انبیا، جو زباں نبیؐ کی تھا چوستا، جو سوارِ دوشِ رسولؐ تھا، وہ ہے ریگِ گرم پہ اب پڑا
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

جگرِ ادیبِ غم آشنا، نہ ہو کیوں الم سے شگافتہ، کہ فلک بھی خون ہے رو رہا، ہے فضائے دہر میں غُلغُلہ
قُتِل الحسینؑ بکربلا ذُبح الحسینؑ بکربلا

نوحہ

(۲۹)

سیّدؑ ذی شان امامِ اُمم، دین کے سلطان امامؑ اُمم
مصطفیٰؐ کی جان اِمامِ اُمم، دین کے ایمان اِمامؑ اُمم
چاہتا تھا تو یہ شہِ آب و گِل، زینتِ دنیا سے ہٹیں سب کے دل
درد جو ہو نور ہمیں جائے مل' یہ کیا سامان اِمامؑ اُمم
ساری خلائق کو دکھانا یہ تھا، قتل بھی ہونے سے نہیں تو مَرا
اس لئے ہر وقت ہی پڑھتا رہا' نیزے پہ قرآن اِمامؑ اُمم
خشک زباں سب کو دکھاتا رہا، پیاس سے بچّے کا دہن تھا کُھلا
حرملا کے تیر سے زخمی ہوا' اصغرؑ نادان اِمامؑ اُمم
جنگ میں بے شیر کا تھا کام کیا، بچّے کو میداں میں جو لیکر گیا
لکھنا تھا بچوں کے لئے درد کا' ننّھا سا قرآن اِمامؑ اُمم
جرأتیں یہ آ گئیں کفّار میں، بے ادب آئے ترے دربار میں
لوٹ مچی ہے تری سرکار میں' مظہرِ یزدان اِمامؑ اُمم
آگ لگا دی ترے خیموں کو آہ، جل گئی صد حیف تری بارگاہ
ہوگئی مسند تری خاک سیاہ' سیّدہؑ کی جان اِمامؑ اُمم
بیبیاں جن کا کوئی وارث نہیں، نکلی ہیں خیموں سے بحالِ حزیں
قتل کے میدان میں ہیں پھر رہیں' با سرِ عُریان اِمامؑ اُمم
اہلِ حرم پھنس گئے آزار میں، سر کھلے ہیں شام کے بازار میں
جاتی ہے ملعون کے دربار میں' زینبؑ ذیشان اِمامؑ اُمم
آہ ادیمِ جگر افگار حیف، کر کے بکا کہہ شہؐ ابرار حیف
لب ترے اور چوبِ ستمگار حیف' بے سر و سامان اِمامؑ اُمم

نوحہ
(۳۰)

اے اہلِ عزا سجادؑ کا جب کچھ دھیان ہمیں آجاتا ہے
تو غم سے سینہ پھٹتا ہے، دل درد سے بیٹھا جاتا ہے
زہرؑا کے پوتے یاد تری دنیا کا دل تڑپاتی ہے
جو ذکر ترا سننے آیا، وہ اشک بہاتا جاتا ہے
بازارِ شام میں آ دیکھے ہر ایک نبی اس کو چلتے
اس طرح ہدایت کرتے ہیں، سب کو سمجھاتا جاتا ہے
ضعف اور نقاہت، بیماری اور طوق و سلاسل بھی بھاری
عرش و کرسی کانپ اٹھتے ہیں، جب ٹھوکر تو کھا جاتا ہے
تلوؤں کے چھالوں کے صدقے زنجیر پہ پیروں کی قرباں
اُس طوق کے بھی صدقے ہوں جو گردن میں لٹکتا جاتا ہے
اے بنت کسریٰ کے جائے تجھ پر دونوں عالم صدقے
مولاؑ تیرے پیچھے پیچھے، تو صبر بھی روتا جاتا ہے
گردن کے تری خوں کے قطرے نفسوں کی خباثت دھوتے ہیں
ہر قطرہ ایک ایک خواہش کو دل میں سے کھوتا جاتا ہے
تیرا یہ ادیبؔ خستہ جگر ہر وقت ہے جلتا فرقت میں
مثلِ شمعِ محفل اب تو، دن رات پگھلتا جاتا ہے

نوحہ

(۳۱)

فرزندِ پیمبرؐ نے کیا راہ دکھائی ہے
بدعت کے مٹانے کی تدبیر سکھائی ہے

مظلوم نبو تم کو گر ظلم مٹانا ہو
کیا راز بتائے ہیں کیا راہ سجھائی ہے

ہم نفس پرستوں کو عصیاں سے بچانے کو
تصویرِ الم آلِؑ احمد نے بنائی ہے

پیدا ہو جوانوں میں، تا جذبہء قربانی
اکبرؑ نے سناں کھائی خالق کی دُہائی ہے

اَطفال میں پیدا ہو' تا جذبہء ہمدردی
بے شیرؑ نے بھی گردن ناوک سے چھدائی ہے

کیوں ہم نہ کریں نالے سب عترتِ احمدؐ جب
سر کھولے رسن بستہ دربار میں آئی ہے

سیلی کے نشاں رُخ پر کانوں سے ہے خوں جاری
اِس طرح کھڑی رن میں شبیرؑ کی جائی ہے

سرتن پہ نہیں گٹوں سے ہاتھ علیحدہ ہیں
دلبند پیمبرؐ کی یہ شکل بنائی ہے

اے سعد کے بیٹے تو کچھ شرم نہیں کرتا
لاوارثی بیوؤں پہ کیوں فوج چڑھائی ہے

اے شامیو کیوں بیوؤں کے خیموں میں جاتے ہو
ان میں سے کسی کا اب بیٹا ہے نہ بھائی ہے

اے کوفیو قیدی ہیں یہ آلِ محمدؐ کے
کرتے ہو تماشا کیوں کیا دل میں سمائی ہے

اے شامیو کیوں لائے دربار میں ننگے سر
ان کے لئے تو چادر تطہیر کی آئی ہے

کیوں دل پہ ادیمؔ اپنے چھا جائے نہ ابرِ غم
جب آلِ نبیؐ پر ہوں یہ ظلم دُہائی ہے

نوحہ

اے اہلِ عزا دکھ میں سلطانِ زمن کیوں ہے — احمدؐ کے گھرانے پہ یہ رنج و محن کیوں ہے
ہمراہ لئے بچّوں کو موسمِ گرما میں — فرزند پیمبرؐ کا آوارہ وطن کیوں ہے
شبیّر کے بچّے سب کیوں پیاسے تڑپتے ہیں — کھولے ہوئے اصغرؑ بھی غنچہ سا دہن کیوں ہے
سب خلق کی مشکل کو آساں جو کرے دم میں — اور ساقیٔ کوثر ہے وہ تشنہ دہن کیوں ہے
کیوں دل پہ سناں کھائی ہم شکلِ پیمبرؐ نے — ٹکڑے ہوا تیغوں سے وہ گل سا بدن کیوں ہے
ہر چیز زمانے کی ہے جسکے اشارے میں — تیروں سے بنا چھلنی پھر اسکا بدن کیوں ہے
کیوں قید ہے سب کنبہ محبوبؐ الٰہی کا؟ — احمد کی نواسی کے بازو میں رسن کیوں ہے
احمدؐ کا گھرانہ کیوں بلوے میں کھلے سر ہے — اور بالی سکینہ کی گردن میں رسن کیوں ہے
محبوبِؐ الٰہی کا برباد ہوا گھر کیوں؟ — پامال ہوا رن میں زہراؑ کا چمن کیوں ہے
اُمت کے لئے آلِ احمدؐ نے یہ دُکھ جھیلے — پھر اُمّتِ عاصی کا بگڑا یہ چلن کیوں ہے
دعویٰ ہے کہ پیرو ہیں ہم آلِ محمدؐ کے — پھر زینتِ دنیا کی دل میں یہ چبھن کیوں ہے
ہے زُعم کہ بیٹھے ہیں ہم کشتیٔ عترت میں — پھر بیٹھ کے کشتی میں اُلٹا یہ چلن کیوں ہے
لے جلد خبر مولاؑ روتا ہے ادیؔم اب تو — اس وقت تلک اس کو فرقت کا محن کیوں ہے

نوحہ

(۳۴)

کیوں ہم میں بپا یارو گھر گھر نہ قیامت ہو
گردابِ مصیبت میں جب کشتیٔ عترت ہو

بازو ہوں قلم دونوں عباسؑ دلاور کے
دریا کے کنارے پہ پیاسے کی شہادت ہو

برچھی سے چھدے سینہ ہم شکلِ پیمبر کا
سب خون میں غلطاں ہو جو نور کی صورت ہو

ننّھا سا گلا اصغر کا تیر سے چھد جائے
آلودہ بخوں بچّے کی موہنی مورت ہو

محبوبؐ الٰہی جس حلقوم کے بوسے لیں
کٹ جائے وہ خنجر سے برپا نہ قیامت ہو

جس گھر میں نہ آتے تھے بے اذن فرشتے بھی
درّانہ گھسیں اُس میں اعدا کی یہ جرأت ہو

رخسار سکینہؑ کے ہوں لال طمانچوں سے
اور کان بھی زخمی ہوں بچّی پہ یہ آفت ہو

تشہیر ہو سب کنبہ محبوبؐ الٰہی کا!
رَسّی میں بندھی بنتِ خاتونِ قیامت ہو

اُمّت کو گناہوں سے محفوظ بنانے کو
مرغوب شہِ دیں کو ہر ایک مصیبت ہو

بچّوں کو شہؑ دیں کے اُلفت یہ ہماری ہو
ہر قسم کے دُکھ جھیلیں لب پر نہ شکایت ہو

اس پر بھی جو نفسوں کی اصلاح نہ ہم چاہیں
ہو فتنہ و شر برپا ہر گھر میں عداوت ہو

احباب کی خاطر یہ دُکھ آلِ نبیؐ جھیلیں
رستے پہ چلیں اُن کے یہ ہم کو نہ چاہت ہو

اے جانِ نبیؐ تو نے گھر بار لٹایا ہے
روتا ہے ادیؔم اس کو بھی نور عنایت ہو

نوحہ

(۳۴)

کیا سمجھے کوئی شان شہِؑ دل ملول کی　　کیا منزلت ہے خلق میں ابنِ بتولؑ کی
کس درجہ شہؑ کو پیاری ہے اُمت رسوؐل کی　　اپنے تمام گھر کی تباہی قبول کی

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسوؐل کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

انصارِ شاہ صاحبِ ایمان باحیا　　دنیا نے دیکھے تھے نہ کبھی ایسے باوفا
جن کا نظیر خلق میں ملنا محال تھا　　ہر اک نے سر حسینؑ پہ قربان کر دیا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسوؐل کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

وہ کام رن میں کر گئے حضرت کے اقربا　　دیکھا ہو جس کا مثل کسی نے نہ ہو سنا
کیا کیا ہمارا حقِ محبت ادا کیا　　ہنس ہنس کے کھائے تیر و سناں خنجرِ جفا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسوؐل کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

سب بھائیوں سے پہلے یہ عباسؑ نے کہا　　ہو جاؤ تم بھی اُمّتِ مرحوم پر فدا
ایک ایک جا کے رن میں فدا ہم پہ ہوگیا　　کتنا بڑا ہر ایک پہ احسان کر گیا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسوؐل کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

فرزند سب امامِ حسنؑ کے ہوئے شہید قاسمؑ سے گلبدن پہ ہوا ظلم یہ شدید
گھوڑے اڑائے پھرتا تھا جو لشکرِ یزید پامال زندگی میں ہوا آہ وہ سعید

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

ہم کو بچانے نار سے عباسِؑ نامدار تشریف رن کو لے گئے پھر بہرِ کارزار
تھی مشک ساتھ اور علمِ شاہِ ذی وقار اِک ہاتھ میں لئے ہوئے شمشیر آبدار

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

پانی سے بھر کے مشک کو لے کر جو وہ چلا گھر آیا ہر طرف سے وہیں لشکرِ جفا
شانوں سے دونوں ہاتھ کٹے وامصیبتا پانی تمام مشکِ سکینہؑ سے بہہ گیا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

لو غرقِ خوں ہوا علمِ شاہِ نیک نام مقتل میں بے نشاں ہوا اب خلق کا امامؑ
ہے ہے شہید ہوگیا عباسِؑ لالہ فام کون اب کریگا فوجِ شہِؑ دیں کا انصرام

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

فرزندِ شاہِ دیں پئے جنگاہ پھر چلا عابد، سعید، زاہد و ہم شکلِ مصطفیٰؐ
سینہ پہ آہ کھا کے سناں خاک پر گرا وہ بھی ہمارے واسطے قربان ہوگیا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

تنہا جو رن میں رہ گیا مظلومِ کربلا جانِ نبیؐ و دلبرِ زہراؑ و مرتضیٰؑ
ہر سمت سے گھر آئی سبھی فوجِ اشقیا تیر و سنان و تیغ چلے وا مصیبتا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

اِک جان کے لئے ہیں ستمگار بے شمار جانِ رسولؐ ایک ہے غدّار بے شمار
تیغ وسناں کے چل رہے ہیں وار بے شمار برسا رہے ہیں تیر جفا کار بے شمار

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

اے فاطمہؑ کے لعل جگر بندِ مصطفیٰؐ افسوس قتل گاہ میں ہو تجھ پہ یہ جفا
اکبرؑ ہیں اب نہ قاسمؑ وعباسؑ باوفا کون اے ادیمؔ حقِ رفاقت کرے ادا

بچ جائے تا گناہوں سے اُمت رسولؐ کی
برباد رن میں ہوگئی کھیتی بتولؑ کی

(۳۵)

مقتولِ جفا سبطِ پیمبرؐ کا ہے چہلم — مذبوحِ قفا سیّدِ بے سر کا ہے چہلم
ہو صبح سے تا شام نہ کیوں گریہ و زاری — دواِک کا نہیں یہ تو بہتّر(۷۲) کا ہے چہلم
تصویرِ علی شیرِ نیستانِ شجاعت — دلبندِ شہِ فاتحِ خیبر کا ہے چہلم
شبیرؑ کے لشکر کا جو ہے جعفرِ طیّار — عباسِؑ علمدارِ دلاور کا ہے چہلم
مشکیزہ پہ گردن کو سپر کر دیا جس نے — سقّائے حرم ثانیِ حیدرؑ کا ہے چہلم
سینہ پہ سناں کھا کے جو گھوڑے سے گرا تھا — ہم شکلِ نبیؐ شاہ کے دلبر کا ہے چہلم
بن بیاہا گیا خلق سے ناشاد جوانمرگ — اُس یوسفِ ثانی علی اکبرؑ کا ہے چہلم
بے شیر جو گہوارہ سے میدان میں آیا — اُس ننھے مجاہد علی اصغرؑ کا ہے چہلم
پانی کے عِوض جس کو مِلا تیرِ ستم، حیف — ششماہہٗ بے شیر کا، بے پر کا ہے چہلم
کیوں دل نہ ادیمِ جگر افگار کا تڑپے — مسلوبِ ردا دلبرِ حیدرؑ کا ہے چہلم

نوحہ
(٣٦)

آج اہلِ ولا کی چشم ہے تر' مقتولِ جفا کا چہلم ہے
احباب نہ کیوں ہوں خاک بسر' شہِؑ کرب و بلا کا چہلم ہے
تھی خشک عطش سے جس کی زباں' چلتے رہے جس پر تیر و سناں
دلبندِ محبوبِ یزداں ' مذبوحِ جفا کا چہلم ہے
تھی جس کی منزل دوشِ نبیؐ' احمدؐ کی زباں جس نے چوسی
محبوبِ حبیبِ لم یزلی ' راضی بہ رضا کا چہلم ہے
زخموں سے بالکل چور ہوا' گھوڑے سے زمیں پر تب آیا
اُس حال میں بھی سجدے میں گرا' اس عبدِ خدا کا چہلم ہے
بچّے جس کے پیاسے تڑپے' انصار و اعزّا قتل ہوئے
اُس شاہِ غریب و بے مونس' محبوسِ بلا کا چہلم ہے
تیروں کا جس پر مینہ برسا' لاشہ جس کا پامال ہوا
اُمت کی خاطر ظلم سہا' اُس شاہِ ہدیٰ کا چہلم ہے
لاشہ کے ہاتھوں کو کاٹا' تن پر تھا جو کچھ لوٹ لیا
ریتی پہ رہا عریاں لاشہ' پامالِ جفا کا چہلم ہے
کوفہ سے حرم سب آئے ہیں' بندی میں اعدا لائے ہیں
قیدی بیٹا رو رو کہتا' میرے بابا کا چہلم ہے
بنت ِ زہراؑ جس دم آئی' رو رو کہتی بھائی بھائی
ہمشیر ہو اس غربت کے فدا' ابنِ زہراؑ کا چہلم ہے
کس طرح ادیبِ دل بریاں' وہ حال کرے لفظوں میں بیاں
کہتے تھے حرم جب واویلا' دین و دنیا کا چہلم ہے

نوحہ

٣٧

جب حرم ہوئے قید سے رہا۔ وارِدِ وطن قافلہ ہوا۔ روضۂ نبیؐ جب نظر پڑا۔ دل سے غم زدوں کے نکلی یہ صدا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

ناناً آپکا باغ لٹ گیا۔ آپ کا پسر ہم سے چھٹ گیا۔ گویا آپ کا سایا اُٹھ گیا۔ اہلِ بیت کا تخت اُلٹ گیا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

چوستا تھا جو' آپکی زباں۔ دوش آپکا جس کا تھا مکاں۔ ریگِ گرم پر خوں میں تھا تپاں۔ ظلم کی ہوئی اُس پہ انتہا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

تھا جو شکل میں آپکا نشاں، دلبرِ حسینؑ، اکبرؑ جواں۔ کھا کے مر گیا ظلم کی سناں۔ پارہ پارہ جسم اُس کا ہو گیا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

ناناً آپکا سارا خانداں۔ دہر میں ہوا آہ بے نشاں۔ عورتیں ہیں یا چھوٹی لڑکیاں۔ پیر ہی کوئی نے جواں رہا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

ناناً آپ کی بارگاہ میں۔ آ گھسے عدو خیمہ گاہ میں۔ بیبیاں تھیں محوِ اشک و آہ میں۔ بیکسوں پہ آہ ظلم ڈھا دیا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

بہویں بیٹیاں، آپکی جو تھیں۔ لوٹنے لگے اُنکو وہ لعیں۔ چادریں تلک سر سے چھین لیں۔ لوٹنے کے بعد آگ دی لگا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

ناناً آپکے عرش احتشام۔ نینوا میں تھے جس قدر خیام۔ خاک ہو گئے جل کے وہ تمام۔ اور اثاثِ بیت بھی نہ بچ سکا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

ناناً ہم پہ تنگ ہو گئی زمیں۔ ساری بیبیاں پھر نکل پڑیں۔ قتل گاہ میں سر برہنہ تھیں۔ نیزے مارتے تھے اُنکو اشقیا

واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً۔ واحمداً

پیاری آپکی دونواسیاں ۔ انکے بازوؤں میں باندھیں رسیاں ۔ لے گئے انہیں پھر کشاں کشاں ۔ بے کجاوہ اونٹ پر بٹھادیا

واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً

ناناًدیکھ لو بیٹیوں کا حال ۔ ہم پہ ہو گیا ظلم کا کمال ۔ پھرتے تھے لئے ہم کو بد مآل ۔ درّے مارتے تھے ہم کو اشقیا

واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً

پیارے ناناً جان کچھ تو پوچھیئے ۔ انتہا کے ظلم ہم نے سہہ لئے ۔ جس پہ ہیں گواہ زخم پشت کے ۔ بازوؤں کے نیل دیکھ لو ذرا

واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً

آہ اے ادیّم خستہ و حزیں ۔ کیوں نہ تڑپے آہ قلبِ مومنیں ۔ روضۂ نبیؐ کی ہلتی تھی زمیں ۔ اٹھتا تھا حرم میں جب یہ غُلغُلا

واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً ۔ واحمداً

نوحہ
(۳۸)

آلِ پیغمبرؐ مطہّر ہیں زمانے کیلئے کر گئے ساماں ہمارے بخشوانے کیلئے
نفس کے شہوات سے ہم کو بچانے کے کیلئے جیتے جی ہی خوابِ غفلت سے جگانے کیلئے

اُمّت جد کو گناہوں سے بچانے کیلئے
کربلا میں شاہؑ آئے گھر لٹانے کیلئے

ابنِ زہراؑ کا ہمارے واسطے ہو سر قلم گرم ریتی پر ہو لاشہ اور نہ ہو کچھ ہم کو غم
آہ پامالِ سُمِ اسپاں ہو جسمِ محترم اور ہماری خواہشِ زینت نہ ہو اس پر بھی کم

اُمّت جد کو گناہوں سے بچانے کیلئے
کربلا میں شاہؑ آئے گھر لٹانے کیلئے

نو جوانوں میں بہت جذبات کا ہوتا ہے جوش وہ سمجھتے ہیں کہ مقصد زیست کا ہے نا ؤ نوش
گھومتے پھرتے ہیں دنیا میں وہ بنکر دل فروش درد گر پہنچے تو فطری ہے انہیں آ جائے ہوش

اُمّت جد کو گناہوں سے بچانے کیلئے
کربلا میں شاہؑ آئے گھر لٹانے کیلئے

ہم شبیہ مصطفیؐ فرزند شہؑ کا نوجواں ہمسِنوں کے واسطے سینہ پہ کھائے وہ سناں
غم نہ ہو مطلق جوانوں کو رہیں وہ شاد ماں اس پہ دعوائے محبت آلؑ سے ہو الاماں

اُمّت جد کو گناہوں سے بچانے کیلئے
کربلا میں شاہؑ آئے گھر لٹانے کیلئے

دخترانِ فاطمہؑ ہوں سر برہنہ ہے غضب　　شام کا دربار اور آلِ پیمبر العجب
ہو نہ پھر بھی دوستوں کی عورتوں کو کچھ تعب　　زینتِ دنیا کی اب بھی ہو ادیم انکو طلب

اُمّت جد کو گناہوں سے بچانے کیلئے
کربلا میں شاہؑ آئے گھر لٹانے کیلئے

نوحہ

(۳۹)

شبیرؑ نے روشن دلِ ایمان کیا ہے حیوان صفت خلق کو انسان کیا ہے
زہراؑ کے بھرے گھر کو جو قربان کیا ہے جذبات کو یوں درد سے بے جان کیا ہے

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

احباب جو یہ درد کا افسانہ سُنیں گے بھر جائیگا دل درد سے جذبات مٹیں گے
ہر ایک بُرے کام سے پھر باز رہیں گے اس طرح نتیجہ میں جہنم سے بچیں گے

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

قاسمؑ سا بھتیجا جو کیا شاہؑ نے قرباں مقصد تھا احبا کو ملے دولتِ ایماں
اس پر بھی ہمیں درد نہ ہو دل رہیں شاداں عُقبیٰ کیلئے کچھ نہ کریں خلق میں ساماں

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

بازو ہوئے عباسِؑ دلاور کے قلم حیف ماہِ بنی ہاشم پہ ہوئے کیسے ستم حیف
نفسوں کو ہمارے نہ ہوا درد و الم حیف عِصیاں نہ ہمارے ہوئے کچھ اس پہ بھی کم حیف

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

فرزندِ جواں شاہؑ کا ہم شکلِ پیمبرؐ　　سینہ پہ سناں کھا کے فدا ہو گیا ہم پر
ہم ایسے ہوں غافل نہ اثر غم کا ہو دل پر　　اور بندگیٔ نفس میں ہوں غرق سراسر

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

شبیرؑ کے بچّوں کو یہ الفت ہو ہماری　　ششماہہ نے ہم لوگوں پہ جاں اپنی ہے واری
تاحرص و ہوئی درد سے مٹ جائے یہ ساری　　کیوں رنج والم دل پہ ہمارے نہ ہو طاری

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

زہراؑ کی بہو بیٹیاں ہوں آہ کھلے سر　　ہوں آلِ نبیؐ بیچ میں اور گرد ستمگر
افسوس کہ ہو تو نہ ادیم اس پہ بھی مضطر　　اور زینتِ دنیا کا اثر ہو ترے دل پر

شبیرؑ نے خلقت پہ یہ احسان کیا ہے
عِصیاں سے بچا لینے کا سامان کیا ہے

نوحہ

(۴۰)

کیونکر غمِ شبیرؑ میں ہوں دل پہ نہ چھالے جو اِس لئے ہر قسم کے دکھ درد اُٹھالے
غم اُسکا ہمیں تا کہ ہلاکت سے بچالے صد حیف اگر لب پہ ہمارے نہ ہوں نالے

یارب پۓ شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

افسوس صد افسوس کہ زہراؑ و پیمبرؐ سب کنبے کو قربان کریں خلق کے اوپر
ہو تا کہ اثر درد کا ہم سب کے دلوں پر غم دل میں بھرے اور نکل جائے ہر اک شر

یارب پۓ شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

سب احمدؐ و زہراؑ کے پیارے ہوئے قرباں مقصد تھا کہ بہکا نہ سکے خلق کو شیطاں
افسوس صد افسوس کہ ہم ایسے ہوں حیواں ہوں قیدِ ہویٰ و ہوسِ نفس میں شاداں

یارب پۓ شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

افسوس ہمارے لئے شبیرؑ کے بچّے ہفتم سے محرم کی کئی دن رہے پیاسے
اِک قطرہ کو پانی کے رہے آہ ترستے اِس پر بھی نہ آزاد ہوں ہم حرص و ہویٰ سے

یارب پۓ شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

زینبؑ کے پسر حیدرؑ وصفدرؑ کے نواسے ٹکڑے ہوئے میدان میں وہ بھوکے پیاسے
مقصد تھا کہ احباب بچیں حرص و ہویٰ سے دل اپنے مگر صاف نہ ہوں مکر و دغا سے

یارب پئے شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

ہو ہم پہ فدا قاسمؑ دلگیر سا خوش خُو پامال ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے وہ گلرُو
مقصد تھا کہ ہم سونگھ لیں فردوس کی خوشبو افسوس ہے اس پر بھی اگر ہم رہیں بدخُو

یارب پئے شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

تصویرِ علی سبطِ پیمبرؐ کا علمدار سو جان سے قربان ہو ہم پر وہ وفادار
بازو ہوں قلم نیزے بھی ہوں پہلوؤں کے پار اصلاح ہماری نہ ہو یہ ہم پہ ہو پھٹکار

یارب پئے شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

یوسفؑ سا حسیں جو کہ تھا تصویرِ پیمبرؐ لیلٰا کا پسر حضرتِ شبیرؑ کا دلبر
سینہ پہ سناں کھا کے تصدق ہوا ہم پر اس پر بھی نہ قابو ہو ہمیں نفس کے اوپر

یارب پئے شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

غفلت سے جگانے کو ہمیں اصغرِؑ دل گیر جھولے میں تڑپتا رہے وہ پیاس سے بے شیر
سوکھے ہوئے حلقوم پہ بچّے کے لگے تیر کس طرح ادیبؔ آہ نہ گریہ ہو گلو گیر

یارب پئے شبیرؑ گناہوں سے بچالے
اور بندگیٔ نفس سے ہم سب کو چھڑالے

نوحہ

(۴۱)

گھیرا تھا ہر بدی نے دنیا کی انجمن کو
چاہا نبیؐ نے بدلیں انسان کے چلن کو

خلقت کے نفس کو تھا عترت کو پاک کرنا
یوں وہ پسند کرتے تھے آفت و محن کو

احباب کے دلوں کو درد و الم سے بھر کر
مقصد تھا پاک کردیں ہر ایک کے چلن کو

آب ونمک جہاں کا، ہے مہر جسکی ماں کا
پانی ترس رہا ہے اس کے لب ودہن کو

اُمت نے کربلا میں برباد کر کے چھوڑا!
محبوب کبریا کے پھولے پھلے چمن کو

اے کاش عورتوں کو جائز جہاد ہوتا
تو وہ بھی سر کٹاتی حسرت رہی بہن کو

باقی رہا نہ کوئی ناصر شہِ زمن کا
ننھا سا اِک مجاہد مرنے چلا ہے رَن کو

سوکھی زباں دکھا کر اصغر نے مانگا پانی
ظالم نے تیر مارا بے شیر کم سخن کو

پوشاک جسکی خاطر روح الامین لائے
وہ آج کربلا میں محتاج ہے کفنِ کو

اُمت کو دشمنی تھی یہ عترتِ نبیؐ سے
گھوڑوں سے روند ڈالا زہراؑ کے گلبدن کو

آلِ نبیؐ کی گردن میں چونکہ وہ بندھی تھی
بل کھا کے ٹوٹتی ہے یہ شرم ہے رسن کو

اے کوفیو یہی ہے انسانیت تمہاری
مہماں بلا کے پیاسا مارا ہے بے وطن کو

تو بھی ادیمؔ کر لے رو کر دُعا خدا سے
حق پاک صاف کردے تیرے ہر اِک چلن کو

نوحہ

شاہنشہؑ مدینہ نکلے یونہی وطن سے — بلبل کو قید کر کے لیجائیں جوں چمن سے

اصلاح گر ہماری مقصود اسے نہ ہوتی — تھا کون جو مقابل ہوتا شہؑ زمن سے

ہے ہے ہماری خاطر مولاؑ نے دکھ اٹھائے — سہہ لی جدائی قبرِ محبوبؐ ذوالمنن سے

بچّوں کے دل بھی شر سے ہو جائیں تا کہ خالی — اصغرؑ نے خون اُگلا سوکھے ہوئے دہن سے

اُمت کے کم سنوں پر قاسمؑ ہوئے جو صدقے — ٹکڑے بدن کے لائے حضرت اٹھا کے رن سے

اُمت کے نو جوانوں کے واسطے ہی اکبرؑ — قربان ہو کے بچھڑے ہے ہے شہِؑ زمن سے

سر پیٹنے کی جا ہے ہے ہے ہماری خاطر — زہراؑ کی بیٹیوں کے شانے بندھے رسن سے

بالی سکینہؑ رُخ پر سیلی ستم کی کھائے — اُمّت کی بچّیوں کی مجبور تھی لگن سے

ہو جائیں دل ہمارے تا کہ بدی سے طاہر — بچّوں کو شہؑ کے الفت تھی رنج سے محن سے

بے غیرتی تو دیکھو اعدا نے قتل کر کے — دلبندِ مصطفیٰؐ کا لُوٹا لباس تن سے

تسکیں نہ پائی اعدا نے ہاتھ باندھنے سے — بچّوں کی گردنیں بھی باندھی گئیں رسن سے

افسوس ادیبؔ دل کی پاکیزگی نہ پائی — شرمندہ کیوں نہ ہو تو پھر شاہِؑ بے کفن سے

نوحہ
(۴۳)

آہ شاہِ حجاز قتل ہوا۔ سیدِ پاک باز قتل ہوا
بندۂ بے نیاز قتل ہوا۔ آج روزہ نماز قتل ہوا
اُٹھا زہراؑ کا خلق سے دلدار۔ تیر و نیزے ہوئے جگر کے پار
چل گئی حلق پر چھری کی دھار۔ سیدِؑ حق نواز قتل ہوا
اُٹھ گیا وہ رسولؐ کا پیارا۔ ظالموں نے پیاسا ہی مارا
گر گیا آہ عرش کا تارا۔ محرمِ کارساز قتل ہوا
کون اب شور و شر مٹائے گا۔ ظلم سے کون اب بچائیگا
کون بیووں کا دکھ بٹائیگا۔ ماحیٔ حرص و آز قتل ہوا
آہ جو متقین کا تھا امام۔ تھا رسالت کا دوش جس کا مقام۔
جانتا تھا جو عام و خاص تمام۔ دینِ خالق کے راز قتل ہوا
شرک بھی جس سے کانپ جاتا تھا۔ رازِ توحید جو سکھاتا تھا
دہرِ دنیا میں جو اٹھاتا تھا۔ دین و ایماں کے ناز قتل ہوا
جس کے باطن میں نورِ حق ساری۔ تھا جو خلقت پہ رحمتِ باری
جس سے عرفاں کا فیض تھا جاری۔ عاشقِ بے نیاز قتل ہوا
محسنِ دین خلق کا رہبر۔ منبعِ جود و لطف و علم و ہنر
فیض سے جس کے خلق کے اوپر۔ بابِ حکمت تھا باز قتل ہوا
پیٹ کر سر ادیم کر ماتم۔ مرسلیں ہیں سبھی شریکِ غم
ہے نبیؐ کو کمال رنج و الم۔ تھا جو اصلی نماز قتل ہوا

یہ حسرت رہ گئی دل میں بہن بھائی کو رو لیتی
کٹی ہے خشک گردن اس پہ منہ اشکوں سے دھو لیتی

ردا ہوتی جو سر پر تو برادر کو کفن دیتی
بنا کر اک لحد مٹی کی اشکوں سے بھگو لیتی

کٹاتی میں بھی سر رن میں فدا بھائی پہ ہو جاتی
چلے تھے رن کو جب حضرت تو میں بھی ساتھ ہو لیتی

نہ ہوتی بعد پیغمبرؐ کبھی گمراہ گر اُمّت
نبیؐ نے جو بتایا تھا اُسی رستے پہ ہو لیتی

گھرانہ احمدِ مرسلؐ کا یوں برباد کیوں ہوتا
جو امت تخمِ حُبِّ آلِ احمد دل میں بو لیتی

سکینہؑ کہتی تھی بابا یہی حسرت رہی دل میں
کہ سینے پر تمہارے کاش میں جی بھر کے سو لیتی

نہ ملتے تم تو خوشبو تو تمہاری سونگھتی رہتی
تمہارے خوں سے مقتل میں جو کُرتے کو بھگو لیتی

شب عاشور لائے تھے بُریر شیر دل پانی
نہ رکھتے مشک در پر کاش فضہ آ کے جو لیتی

ادیمؔ اے کاش شب کو مشک کا پانی نہ بہہ جاتا
سکینہ حلق سوکھا چند قطروں سے بھگو لیتی

نوحہ
(۴۵)

عترت کی مصیبت کا کیا ذکر کیا جائے
یہ درد کا افسانہ کس طرح سنا جائے

قرآں میں کرے واجب حق جن کی محبت کو
دریا پہ انہیں قطرہ پانی نہ دیا جائے

وہ جن کے لئے چادرِ تطہیر کی آئی ہو
ہے ہے انہیں بلوے میں تشہیر کیا جائے

آنکھوں میں پھرے نقشہ جب پیاس کا اصغرؑ کی
پھر پانی سکینہؑ سے کس طرح پیا جائے

حسرت تھی سکینہؑ کو مقتل سے کوئی لاکر
چھاتی سے مری لاشہ اصغرؑ کا لگا جائے

پامال کریں لاشہ فرزندِ پیمبرؐ کا
یوں اجرِ رسالت کا احمد کو دیا جائے

دل بانو کا کہتا تھا اکبرؑ سے کوئی کہہ دے
وہ چاند سی صورت پھر اک بار دکھا جائے

حسرت تھی یہ زینبؑ کو ہم صورتِ پیغمبرؐ
اِک بار اذاں کہہ کر آواز سُنا جائے

خالقِ کے نبیؐ سے جب دعوائے محبت ہو
اولاد کا پھر اُس کی ماتم نہ کیا جائے

برباد ہوا کنبہ محبوبؐ الٰہی کا!
کس طرح کہو ہم سے خاموش رہا جائے

دربار میں ننگے سر احمدؐ کی نواسی ہو
غم اُس کا محبوں سے کس طرح سہا جائے

تشہیر کریں عترت جو اپنے پیمبرؐ کی
انصاف سے بتلا دو کیا اُن کو کہا جائے

جو احمدِؐ مُرسل کی مسند کو جلا ڈالیں
نفرت سے نہ کیوں اُنکا پھر نام لیا جائے

گھر فاطمہ زہراؑ کا برباد ہوا رَن میں
کس طرح ادیمؔ اُس پر ماتم نہ کیا جائے

حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — شہیدِ کربلا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

غریبِ نینوا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — تشنہ بہ کربلا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

عاشقِ کبریا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — محرمِ کبریا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

دلبرِ مصطفیٰ حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — راہ روِ رضا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

دلبرِ مرتضیٰ حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — ثانئ مجتبیٰ حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

سرور اولیا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — نازشِ انبیا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

مذبوحِ عنِ القفا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — منزلِ ہل اتیٰ حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

مقصدِ اِنّما حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — رہبرِ اتقیا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

مرجعِ اولیا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — مقصدِ قُل کفیٰ حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

سرورِ اتقیا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ — مظہرِ کبریا حسینؑ۔ حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ

نوحہ

(۴۷)

یہ کیفیت جو غم و الم کی تمام عالم پہ چھا رہی ہے
نبیؐ کے دلبر کے خوں کی خوشبو فضا میں اب تک سما رہی ہے

خبیث دنیا کی زیب و زینت بدی کی جانب بُلا رہی ہے
حسینؑ کی یاد دل سے لیکن ہر ایک خواہش مٹا رہی ہے

یہ چاہ ہے غم دلوں پہ چھائے خیالِ باطل دلوں سے جائے
نبیؐ کی عترت ہماری خاطر ہر اک مصیبت اُٹھا رہی ہے

حسینؑ کی لاڈلی سکینہؑ پدر کے سینہ پہ سونے والی
چچا سے چھوٹی پدر سے بچھڑی طمانچے ظالم کے کھا رہی ہے

فرات کی سمت دیکھ کر یوں سکینہؑ کہتی تھی پیارے عموّ
ذرا بھتیجی کو آکے دیکھو ستم کے صدمے اٹھا رہی ہے

ہر ایک شے اُس کے حکم میں ہے مگر یہ ایثار اللہ اللہ
علیؑ کی بیٹی ہماری خاطر رسن میں بازو بندھا رہی ہے

سکینہؑ کہتی تھی بھیّا اصغرؑ نہ آئے تم لوٹ کر ابھی تک
لو اب تو آؤ بہن تمہاری یہ خالی جھولا جھلا رہی ہے

حبیبؐ رب کی نواسیاں جو برہنہ سر اژدہام میں ہیں
ہوا مسلسل غبار اڑا کر سروں پہ چادر اُڑھا رہی ہے

تڑپ ہے موجوں میں انتہا کی حباب بھی سر پٹک رہے ہیں
نبیؐ کی عترت جو ہے پیاسی فرات آنسو بہا رہی ہے

حسینؑ کی لاشِ بے کفن پر پَروں کا سایہ کئے ہیں طائر
چلا کے تیر ان پہ فوجِ ناری شقاوت اپنی دکھا رہی ہے
رسولِ حق کے پسر کا لاشہ پڑا ہے غلطاں جو خاک و خوں میں
زمین اس غم میں کربلا کی بھی خاک سر پر اُڑا رہی ہے
حسد سے کینہ سے غصبِ حق سے ہر اک بُرائی سے بچ ہمیشہ
حسینؑ کی یاد حق کی جانب ادیمؔ تجھ کو بلا رہی ہے

نوحہ

(۴۸)

واویلا صد واویلا واویلا صد واویلا ۔ عاشقِ داور واویلا ۔ دلبرِ حیدرؑ واویلا

ذِبح ہوا پیاسا ہے ہے ۔ سبطؑ پیمبر واویلا ۔ بوسہ گہِ پیغمبرؐ پر ۔ شمر کا خنجر واویلا

نوک نیزۂ ظالم آہ ۔ سینۂ اکبرؑ واویلا ۔ تیرِ سہ پہلو سے چھیدا ۔ حلقِ اصغرؑ واویلا

لوٹی گئی تشہیر ہوئی ۔ بانوئے سرور واویلا ۔ ننگے سر ہے بلوے میں ۔ شاہ کی خواہر واویلا

آہ طمانچے کھاتی ہے ۔ دُخترِ سرور واویلا ۔ سیلی سکینہؑ کو مارے ۔ شمر ستمگر واویلا

ہے ہے جلتی ریتی پر ۔ لاشۂ سرور واویلا ۔ رونے نہ پائی بھائی کو ۔ زینبِ مضطر واویلا

سجدے میں سینہ پہ چڑھا ۔ شمرِ ستمگر واویلا ۔ استادہ ہے پیشِ یزید ۔ دُخترِ حیدرؑ واویلا

گردن میں بازو میں رسن ۔ اور کھلے سر واویلا ۔ غم سے تڑپے کیوں نہ ادیمؔ ۔ قلب مضطر واویلا

نوحہ

(۴۹)

آل کی اُلفت کو ایماں کی نشانی کردیا
اور نشاں اُلفت کا اشکوں کی روانی کردیا

کربلا کے واقعہ میں ہے بڑی عظمت نہاں
ہم نے لیکن اس کو بھی قصّہ کہانی کردیا

جب یزیدِ روسیہ نے دیں میں رخنہ ڈال کر
باطل ایک ایک حکم کو اپنی زبانی کردیا

نزع کے عالم میں تھا اِسلام پر شبیرؑ نے
اپنی قربانی سے اس کو غیرِ فانی کردیا

سیّدہؑ کے لعل تو نے ذِبح ہو کر پیاس میں
دل کو ٹکڑے اور جگر کو پانی پانی کردیا

کر سکا جس کو نہ کوئی بھی پیمبرؑ یا نبیؑ
کام ایسا تو نے اے زہراؑ کے جانی کردیا

کربلا کے سانحے نے دوستوں کے قلب میں
آہ پیدا اِک عجب سوزِ نہانی کردیا

سوزشِ دل نے بصیرت کی عطا احباب کو
اور ظاہر ان پہ نورِ جاودانی کردیا

معرفت کی راہ جو پہلے تھی تقریباً محال
سہل اسکو تو نے اے زہراؑ کے جانی کردیا

حق نے یوں منصب شہادت کا دیا محبوب کو
دلبرِ شبیرؑ کو احمدؐ کا ثانی کردیا

اصغرِؑ بے شیر کی کیا نرم و نازک تھی زباں
پیاس نے اسکو بھی قرآں کی نشانی کردیا

کھینچنا تصویر کا تھا منع شاید اس لئے
عکس کو احمدؐ کے اکبرؑ کی جوانی کردیا

مار کر تیرِ ستم اے حرملہ بے شیر کو
شرم سے سارے عرب کو پانی پانی کردیا

کیا غضب ہے اے مسلمانوں نبی کی آلؑ پر
کوفیوں نے ساتویں سے بند پانی کردیا

صبحِ عاشورہ حُرِ غازی کی آمد نے ادیمؔ
حضرتِ زینبؑ کو محوِ میزبانی کردیا

نوحہ

(۵۰)

شبیرؑ کا ماتم برپا ہے صحراؤں میں گلزاروں میں
جنات میں اور انسانوں میں سورج میں چاند ستاروں میں

عالم کی بھلائی کی خاطر سب کنبہ جو قربان کرے
کس طرح نہ سمجھا جائے گا کونین کے وہ سرداروں میں

جب ابرِ الم دل پر چھائے ہر خیال بُرا دل سے جائے
ہرگز نہیں شامل ہوگا وہ پھر دنیا کے اشراروں میں

احباب کے نفسوں کو شر سے محفوظ بنانے کی خاطرِ
پھنستے رہے آلِؑ احمد سب تکلیفوں میں آزاروں میں

مقصد تھا عوراتِ اُمّت ہر ایک بدی سے بچ جائیں
بنتِ زہراؑ قیدی بن کر تشہیر ہوئی بازاروں میں

کس درجہ ہماری الفت تھی احمدؐ کی نواسی کے دل میں
اُمّت کی بھلائی کی خاطر سر ننگے گئی درباروں میں

کیونکر نہ کلیجہ شق ہوئے دلبندِ نبیؐ سب قتل ہوئے
بس ایک فقط بیمار بچا زہراؑ کے سب مہ پاروں میں

محبوبؐ الٰہی کے گھر کے افسوس جواں بوڑھے بالے
بھوکے پیاسے مقتل میں گھرے ہیں نیزوں میں تلواروں میں

اے بیبیو بنتِ زہراؑ کو سارے کنبے کا پُرسا دو
وہ ایک اکیلی بی بی ہے اٹھارہ کے غمخواروں میں

شبیرؑ کے ساتھی مقتل میں دکھلا گئے دنیا والوں کو
اس طرح عبادت کی جاتی ہے تیروں کی بوچھاروں میں
دریا میں جاکر بھی پانی عباسؑ کے گھوڑے نے نہ پیا
ایسا بھی کوئی اہلِ وفا ہوسکتا ہے رہواروں میں
تپ کی شدّت بیڑی پہنے اور طوقِ گراں ہو گردن میں
درّے کھائے کانٹوں پہ چلے ایسا کوئی ہے بیماروں میں
دو بیٹے حضرت زینبؑ کے اور دو فرزندانِ مسلمؑ
ہر ایک ہی سبقت کرتا تھا مرنے کیلئے ان چاروں میں
مقتول ہو سارا کنبہ پھر بھوکا پیاسا لاکھوں سے لڑے
جنگ ایسی کوئی دکھلاوے دنیا بھر کی پیکاروں میں
بن باپ کی بچّی کو زخمی کرکے سیلی رُخ پر مارے
مشکل ہے شقی کوئی ایسا ہو عالم کے اشراروں میں
لے تو بھی ادیمؔ دل بریاں رو رو کے دعا حق سے کرلے
ہوجائے شمار اپنا بھی کہیں شبیرؑ کے تعزیہ داروں میں

نوحہ

(۵۱)

احمدؐ کے گھرانے کی پُردرد کہانی ہے
بھن جائے جگر جس سے وہ سوزِ نہانی ہے

اُمّت کے لئے جد کی فرزندِ پیمبرؐ کو
زہراؑ کی کمائی سب مقتل میں لٹانی ہے

گرداب میں پھنس کر جو نزدیک ہلاکت ہے
اسلام کی وہ کشتی طوفاں سے بچانی ہے

احمدؐ کے گھرانے کے بچّوں کو ذرا دیکھو
فاقوں سے تڑپتے ہیں دانہ ہے نہ پانی ہے

شبیرؑ کے لاشے پر دوڑاتے ہو کیوں گھوڑے
اے کوفیو محبوبِؐ داور کی نشانی ہے

ہمشکلِ پیمبرؐ نے سینہ پہ سناں کھائی
برباد ہوئی رن میں اکبرؑ کی جوانی ہے

اُمّت کے لئے دیکھو شبیرؑ کو محشر میں
تیروں سے چھدی گردن اصغر کی دکھانی ہے

رُخ زرد ہے ہونٹ اودے یہ پیاس کی شدّت ہے
اور خشک زباں گویا قرآں کی نشانی ہے

اسبابِ شفاعت میں عباسؑ کے بازو ہیں
قاسمؑ کا لڑکپن ہے اکبرؑ کی جوانی ہے

محبوبِؐ الٰہی کے کاندھوں پہ جو چڑھتا تھا
سینہ پہ چڑھا اُس کے اک ظلم کا بانی ہے

سردار رسولوںؐ کا جس حلق کے بوسے لے
کہتا ہے لعیں اس پر شمشیر چلانی ہے

تڑپیں گے ادیؔم اب تو ریتی پہ شہِ والا
تصویر الم رن میں مولاؑ کو بنانی ہے

نوحہ

کہتی تھی یہ زینبؑ کیا محشر کا سماں ہوگا — اَب چاند پیمبرؐ کا تربت میں نہاں ہوگا

دل زہرِ ہلاہل سے ٹکڑے ہوا شبرؑ کا — قلبِ نبیؐ و زہراؑ جنت میں طپاں ہوگا

سردار جوانانِ جنت کو ستایا ہے — ہر برگ سے طوبیٰ کے غم اس کا عیاں ہوگا

شبیرؑ مرا بھائی تنہا رہا دنیا میں — دشمن شہِ بیکس کا اب سارا جہاں ہوگا

ظالم قدر اندازی کرتے ہیں جنازے پر — میّت کے بدن پر بھی تیروں کا نشاں ہوگا

محبوبؐ الٰہی کی تربت کے مجاور کو — جو قتل کرے ایسا بدبخت کہاں ہوگا

بچپن پہ نہ قاسمؑ کے ظالم نے ترس کھایا — امید نہیں اس کو بچّہ یہ جواں ہوگا

خاموش ادیمؔ اب تو ٹکڑے ہے جگر غم سے — فریاد کا زینبؑ کی کس طرح بیاں ہو گا

نوحہ

۵۳

عترت کا پیمبرؐ کی دلدوز فسانہ ہے
بدخواہوں کی کثرت ہے برگشتہ زمانہ ہے

کوفے کے گلی کوچوں میں شورِ منادی ہے
نام احمدؐ مرسل کا دنیا سے مٹانا ہے

طلبی کے بہت نامے بھجوائے ہیں لکھوا کر
فرزندِ پیمبر کو یثرب سے بلانا ہے

آجائیں تو پھر ان سے ہم بدر کا بدلہ لیں
خوں عترتِ احمدؐ کا مقتل میں بہانا ہے

دلبندِ پیمبرؐ کے ہے قتل کی تیاری
تلواروں کو تیروں کو سانوں پہ چڑھانا ہے

واں دلبرِ پیغمبرؐ ہے فکر میں اُمت کی
کہتا ہے کہ اُمّت کو دوزخ سے بچانا ہے

غفلت میں ہی نفسوں سے ہوتے ہیں گنہ صادر
احباب کے نفسوں کو سونے سے جگانا ہے

جُز درد و الم کوئی درماں نہیں غفلت کا
درد و غم و حسرت کا سامان بنانا ہے

نفسوں کی احبّا کے ہو جائے طہارت تو
درس علمِ حقیقی کا پھر ان کو پڑھانا ہے

نفسوں پہ جوانوں کے ہوتی ہے بڑی غفلت
ان کے لئے اکبرؑ کو قربان کرانا ہے

بچّوں کو بھی ہو جائے احساس بھلائی کا
اک ننّھے سے بچّے کو بھی تیر کھلانا ہے

ہمشیر سے کہتے تھے اے پیاری بہن تم کو
بلوے میں رسن بستہ بازار میں جانا ہے

ناناؐ کے گھرانے کی سب عورتوں بچّوں کو
ٹکڑے ہوں جگر جس سے وہ حال دکھانا ہے

سب عورتوں بچّوں کے رسّی میں گلے ہونگے
اس طرح برہنہ سر دربار میں جانا ہے

کہتے تھے سکینہؑ سے پیاری مری بیٹی کو
نفسوں پہ احبّا کے نقشہ یہ جمانا ہے

سوجے ہوئے رخسارے ظالم کے طمانچوں سے
کانوں کا لہو بہتا کرتے یہ دکھانا ہے

افسوس ادیؔم ابتک غفلت نہ مٹی تیری
کیا تجھ کو نہیں کافی یہ غم کا فسانا ہے

نوحہ

۵۴

جانیں نہ ہماری کیوں ہوں تم پہ فدا مولاؑ
جب ہم پہ بھرے گھر کو قربان کیا مولاؑ

① اے جانِ نبیؐ تو نے کیا قدر ہماری کی
اُمّت کیلئے سب کچھ صدقے میں دیا مولاؑ

② ماں باپ ہمارے کیوں قرباں نہ عطش پر ہوں
دریا میں گیا پھر بھی لب تر نہ کیا مولاؑ

③ تو چڑھتا تھا کاندھوں پر محبوب الٰہی کے
ہے ہے ترے سینہ پہ ملعون چڑھا مولاؑ

④ تیرا وہ گلا جس کو چوما کیئے پیغمبرؐ
اللہ کے سجدے میں خنجر سے کٹا مولاؑ

⑤ جو فاطمہ زہراؑ کی چھاتی پہ ہی رہتا تھا
وہ سر ترا ظالم کے نیزے پہ چڑھا مولاؑ

⑥ دنیا کو دکھانا تھا ہم بولتے قرآں ہیں
اس واسطے نیزے پر قرآن پڑھا مولاؑ

⑦ اُمّت کیلئے لائے بے شیر کو میداں میں
بچّہ کا گلا تیرِ ظالم سے چھدا مولاؑ

⑧ فرزند تمہارا جو تصویرِ پیمبرؐ تھا
اُس چاند سی چھاتی پہ نیزہ ہے لگا مولاؑ

⑨ دلبندِ نبیؐ بے کس بہنوں کی خبر لیجے
بازو میں رسن سر ہے بلوے میں کھلا مولاؑ

⑩ اے ابنِ علیؑ اپنی بچّی پہ نظر کیجئے
فوّارۂ خوں اس کے کانوں سے بہا مولاؑ

⑪ سب اپنے غلاموں کے صدقے میں کرم کردے
روتا ہے ادیؔم اس کی کر عفو خطا مولاؑ

(۵۵)

اثر ہے ماتمِ شہ کا گلوں میں اور خاروں میں — زمیں میں آسماں میں کہکشاں میں چاند تاروں میں

مسلمانوں کو اولادِ نبیؐ سے کیا عداوت تھی — برہنہ سر رسن بستہ پھرایا رہ گذاروں میں

غمِ دلبندِ محبوبِؐ الٰہی کا اثر ہے یہ — دکھائی دیتی ہے سرخی فلک کے جو کناروں میں

نواسی احمدؐ مرسل کی جیسی غم کی ماری ہے — نہیں ممکن کوئی ایسا جہاں کے سوگواروں میں

ہوئے مقتول سب بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے — نہ ہوگی ایسی غم دیدہ بھی لاکھوں میں ہزاروں میں

حبیبِؐ کبریا کا لعل ذِبح ہوگیا پیاسا — صدا یہ گونجتی رہتی ہے سارے آبشاروں میں

برستا کربلا میں کاش پھر برسا تو کیا برسا — فلک پر ابرِ باراں آج تک ہے شرمساروں میں

جوانانِ حسینی گو بہت تھوڑے سے ہیں لیکن — پرا باندھے کھڑے ہیں قاعدے سے سب قطاروں میں

کئی بچے وہ جن کے کھیل کے دن تھے لڑے ایسے — کہ اُنکا نام باقی ہے جہاں کے نامداروں میں

اتارے اس طرح بُندے یتیمِ شہ کے ظالم نے — لہو کانوں کا بچّی کے بھرا تھا گوشواروں میں

بحِل کر دو ادیمؔ روسیہ کا جرم یا مولاؑ — شمار اسکا بھی ہو جائے تمہارے سوگواروں میں

نوحہ

۵۶

جانِ فاطمہؑ تو نے شمعِ حق جلادی ہے
مومنوں کے سینوں میں آگ سی لگادی ہے

اپنے خوں کو جوتو نے خاک میں ملایا ہے
یہ مریضؔ نفسوں کو خلق کے دوا دی ہے

اپنے دوستوں کے دل درد وغم سے بھر ڈالے
طالبوں کے ایماں کواس طرح جلادی ہے

کہتے تھے ملک دیکھو دلبرِ پیمبرؐ کی
خونِ حلقِ اصغرؑ نے شکل کیا بنادی ہے

نوکِ تیغ سے شہ نے قبر کھود کر رن میں
شیر خوار کی میّت ریت میں چھپادی ہے

کھاکے برچھیاں رن میں گھوڑے سے گرے اکبرؑ
بابا جاں خبر لیجے شاہ کو صدا دی ہے

فوج کونہیں جرأت روکے مشک بھرنے سے
شیرِحق کے جانی نے دھاک وہ بٹھادی ہے

ہاتھ کھوکے سقّے نے دانتوں سے اسے پکڑا
مشک کے بچانے میں جان تک لڑادی ہے

قتل کر کے اکبرؑ کو اشقیاءِ اُمّت نے
صورتِ حبیبؐ حق دہر سے مٹادی ہے

خاک وخون میں اپنے لوٹ کر شہِ دیں نے
راہ حق سے ملنے کی خلق کو دکھادی ہے

ہے کوئی جو ناصر ہو مصطفیٰؐ کے جانی کا
مسلمینِ عالم کو شاہ نے صدا دی ہے

جس نے عمّوِ احمدؐ کا جگر چبایا تھا
اُسکی نسلؔ میں گھر گھر آج ایک شادی ہے

مٹ گئے بنی ہاشم لُٹ گیا نبیؐ کا گھر
شامیوں کی ہر بستی میں یہی مَنادی ہے

تیروسنگ برسا کر کلمہ پڑھنے والوں نے
مصطفیٰؐ کے جانی کی شکل کیا بنادی ہے

ہادیٔ دو عالم کا گھر تباہ کر ڈالا
کوفیو رسالت کی تم نے کیا جزادی ہے

آلِ احمدِ مُرسل قید ہو کے آئی ہے
آئیں سب تماشے کو شہر میں منادی ہے

اب ادیمؔ عاصی کی بخش دے خطا مولاؑ
اے شہیدِ اعظم تو عالمیں کا ہادی ہے

نوحہ

(۵۷)

کچھ خوفِ خدا دل میں لعینوں کے نہ آیا
اُمّت نے نبیؐ زادے کو غربت میں ستایا!
فریاد خدایا۔ فریاد خدایا
فریاد خدایا۔ فریاد خدایا

عاشور کے دن کہتے ہیں سب دیکھنے والے
اک ابرِالم روضۂ احمدؐ پہ تھا چھایا۔ فریاد خدایا

دریا سے نہ پانی دیا اولادِ نبیؐ کو
پیاسوں کا لہو نہر پہ اُمّت نے بہایا۔ فریاد خدایا

ٹکڑے کیا اکبرؑ کا بدن تیغ جفا سے
جلّادوں نے تصویرِ پیمبر کو مٹایا۔ فریاد خدایا

مانگا جونہی ششماہہ نے منہ کھول کے پانی
بے شیر کے حلقوم پہ اِک تیر لگایا۔ فریاد خدایا

کاندھے پہ چڑھاتے تھے جسے سیدؐ عالم
نیزوں سے اُسے پشت سے گھوڑے کی گرایا۔ فریاد خدایا

محبوب الٰہیؐ نے زباں جس کو چسائی
قاتل نے دمِ ذبح بھی پانی نہ پلایا۔ فریاد خدایا

اللہ نے بھیجی تھی جنھیں چادرِ تطہیر
ان بیبیوں کو بلوے میں اعدا نے پھرایا۔ فریاد خدایا

کانوں کی لویں چیر کے بُندوں کو اُتارا
بن باپ کی بچّی پہ ستم شمر نے ڈھایا۔ فریاد خدایا

اِستادہ حرم احمدؐ مرسل کے کھلے سَر!
دربار ہے کوفہ میں لعینوں نے سجایا۔ فریاد خدایا

کس طرح ادیمؔ جگر افگار نہ تڑپے!
اعدا نے خیامِ شہِؑ والا کو جلایا۔ فریاد خدایا

فریاد خدایا۔ فریاد خدایا
فریاد خدایا۔ فریاد خدایا

نوحہ

(۵۸)

خلقت سے جن کو چھانٹا اپنے لئے خدا نے
نازوں سے جن کو پالا محبوبِ کبریا نے

دُنیائے دوں کی خاطر صد حیف انہیں بنایا
ظلم وستم کی منزل اُمّت کے اشقیا نے

بے انتہا مظالم اُمّت نے اُن پہ ڈھائے
کی فرض جن کی اُلفت قرآن میں خدا نے

برسے جو تیر رن میں سینہ تلے چھپایا
مشکیزۂ سکینہؑ عباسِؑ با وفا نے

پیاسوں کو تھوڑا پانی ملجائے اس جہد میں
شانے قلم کرائے دلبندِ مرتضیٰ نے

گونجی صدا رسولِؐ داور کی کربلا میں
جب صبح کی اذاں دی اکبرؑ سے مہ لقا نے

حق کے نبیؐ کے عاشق کیونکر کریں نہ ماتم
سینہ پہ کھائی برچھی ہم شکلِ مصطفیٰؐ نے

کیسے بیاں ہو اس کا کس طرح سے اٹھایا
کڑیل جواں کا لاشہ مظلومِ کربلا نے

سوکھی زباں دکھا کر پانی جو اس نے مانگا
چھیدا گلوئے اصغر ناوک سے بے حیا نے

جب تھا گلے پہ خنجر اس وقت بھی دعا کی
بہر نجاتِ اُمّت فرزندِ مصطفیٰؐ نے

سینہ پہ اُس کے رکھا شمرِ لعیں نے زانو
کاندھے جسے چڑھایا محبوبِ کبریا نے

اسباب سارا لوٹا چھینیں ردائیں سر سے
پھر آگ بھی لگادی خیموں میں اشقیا نے

وہ ہونٹ چومتے تھے جن کو رسولؐ داور
اُن پر چھڑی لگائی ملعونِ بے حیا نے

ہے ہے ادیم ہے ہے زہراؑ کے لاڈلے کا
سوکھا گلا ہی کاٹا ہے شمرِ پُر دغا نے

نوحہ

(۵۹)

اے دل و جانِ مصطفیٰؐ ظلم و ستم اُٹھالیا
تو نے حسینؑ واہ واہ دینِ خدا بچالیا

تو نے وہ راہ کھول دی جس پہ رہا ہر اک نبیؑ
راہ پہ تیری جو چلا اس نے خدا کو پالیا

جس کو نہ سارے انبیا اور نہ رُسُل اٹھا سکے
واہ حسینؑ مرحبا تو نے وہ بار اٹھالیا

حق کے عباد تھے سبھی حق نہ بنا کسی کا بھی
چل کے صراط پر مگر تو نے خدا کو پالیا

جنّ و بشر، زمیں، فلک، شمس و قمر، ملائکہ
جس کے تمام عالمیں اپنا اسے بنالیا

جس کو نہ عرش اٹھا سکے جس کو نہ فرش سہہ سکے
جس کو مَلَک نہ کھا سکے تو نے وہ غم بھی کھالیا

ارض و سما میں عرش میں جو نہ کہیں سما سکے
تیرے صحابیوں نے اجر ایسا شہا کمالیا

خالقِ بے نیاز کے رنگ میں وہ رنگا گیا
تیری رکاب میں شہا جس نے قدم جمالیا

گو ہے محال دیکھنا چین نہ پر تجھے مِلا
ساتھیوں کو نہ جب تلک جلوۂ حق دکھالیا

تیرا جواں پسر شہا تھا جو شبیہہ مصطفیٰؐ
زخم سنانِ ظلم کا قلب پہ اس نے کھالیا

تیری بہن کی شان کا کِس سے بیان ہو بھلا
جس نے پہاڑ درد کا خس کی طرح اٹھالیا

راہِ رضا میں کر فدا برقع و مقنع و ردا
اُمّتِ جد کو واہ وا زیرِ کسا چھپالیا

جب دمِ رخصتِ اخیر گریہ کناں رہے صغیر
چوم کے منہ ہر ایک کا گود میں بھی اٹھالیا

طفلِ صغیر کا ترے مثل نہ کوئی ہو سکے
جس نے کہ بھوک پیاس میں حلق پہ تیر کھالیا

دُخترِ شہؑ نے ضِد جو کی خاک پہ لیٹ کر وہیں
سینہ پہ شاہؑ دین نے اپنے اُسے لٹالیا

بنتِ علیؑ نے جب لئے بوسے گلوئے شاہؑ کے
شہؑ نے بھی شانے چوم کر ان کو گلے لگالیا

تو بھی ادیمؔ ہے عجیب غفلت تام کے سبب
تو نے تو اپنے آپ کو خاک میں ہی ملالیا

نوحہ

(۶۰)

کربلا میں مالکِ کون و مکاں لوٹا گیا
اس زمیں پر دینِ حق کا آسماں لوٹا گیا

جو مساکین و یتامیٰ کو کھلاتا تھا سدا
فطرتاً جو تھا جہاں کا میزباں لوٹا گیا

دوپہر میں مل گئے اٹھارہ موتی خاک میں
فاطمہؑ زہرا کا سارا گلستاں لوٹا گیا

پیاس میں بے شیر کا حلقوم ناوک سے چھدا
نوکِ نیزہ سے شبابِ نوجواں لوٹا گیا

آسماں سے خون برسا چھا گئیں ویرانیاں
گھر نبیؐ کا کیا لٹا سارا جہاں لوٹا گیا

رہروانِ راہِ مولاؑ کا جگر کیوں شق نہ ہو
سالکِ راہِ رضا کا کارواں لوٹا گیا

ہر نبی کی دے دیا جس نے نبوّت کا ثبوت
وہ ولی و محسنِ پیغمبراں لوٹا گیا

کوفیوں کی بے وفائی تھی کہ انکے سامنے
تین دن کا بھوکا پیاسا میہماں لوٹا گیا

تھی فصاحت ختم جن پر انکے سر کاٹے گئے
بلبلِ گلزارِ دیں کا آشیاں لوٹا گیا

کربلا میں جس طرح محبوبِ حق کا گھر لٹا
صحنِ عالم میں کوئی ایسا کہاں لوٹا گیا

نینوا میں کیوں نہ آئیں انبیا ماتم کناں
جب ولیٔ خاتمِ پیغمبراں لوٹا گیا

جن، فرشتے، آدمی، حیوان مضطر کیوں نہ ہوں
جبکہ غربت میں امامِؑ انس و جاں لوٹا گیا

ابرِ غم چھایا ہوا ہے عالمِ امکان پر
باعثِ خلقت مآلِ کُن فکاں لوٹا گیا

خلق کے شاہ و گدا ہوں کیوں نہ مصروفِ بکا
سرورِ ہر دوسرا شاہِؑ زماں لوٹا گیا

اے ادیبؔ بے نوا سر پیٹ کر فریاد کر
خلق میں ہر اک پہ تھا جو مہرباں لوٹا گیا

نوحہ

(٦١)

مانگنے پانی چلا ہے کوفیوں کا میہماں — اُسکے ہاتھوں پر ہے اک بے شیر پیاسا بے زباں

تین دن سے دودھ بھی مادر کا ہے سوکھا ہوا — پیاس پر اُسکی ملائک عرش پر ہیں نوحہ خواں

سوچ لیں بچّوں کی مائیں حال اس بے شیر کا — کیا بساط اسکی ابھی تو چھ مہینے کی ہے جاں

کیوں نہ بچّوں کے کلیجے شق ہوں اسکے حال پر — درد سے بچّوں کی مائیں کیوں نہ ہوں نوحہ کناں

مالکِ کون ومکاں کا لعل ہے اب جاں بلب — پیاس کی ہے اس پہ شدّت جل رہا ہے سب جہاں

پیاس کی شدت سے ہے پہلے ہی کملایا ہوا — خشک گردن اور قرآں کی نشانی ہے زباں

لے چلے ہیں شاہ دیں دامن عبا کا ڈال کر — دھوپ کی شدت سہے یہ تاب بچّہ میں کہاں

ننھے بچّے کے لئے طالب ہوا ہے آب کا — دشمنوں سے مالکِ کوثر شہؑ کون و مکاں

اے مسلمانوں پیمبرؐ کا نواسہ ہے حسینؑ — تم سے پانی کا ہے سائل گو ہے سردارِ جناں

میرے کہنے پر اگر شک ہو تو آ کر دیکھ لو — جاں بلب ہے پیاس سے میرا یہ بچّہ بے زباں

تم ہی اسکے حلق مین تھوڑا سا پانی ڈال دو — چند قطروں سے نہ کم ہو جائیگا آبِ رواں

پھر کہا اصغرؑ سے بیٹا تم ہی پانی مانگ لو — سن کے یہ بچّے نے پھیری خشک ہونٹوں پر زباں

یہ نظارہ دیکھ کر اعدا کے دل بھی ہل گئے — بیشتر ایسے تھے آنسو ہو گئے اُن کے رواں

ابنِ سعدِ بے حیا یہ دیکھ کر گھبرا گیا — حرملہ ملعون کو اُس نے پکارا ناگہاں

قطع کر جلدی کلام دلبرِ محبوبؐ حق — انکی باتوں سے نہ سر بر ہو سکے سارا جہاں

حُرملا نے سن کے یہ تاکا گلا بے شیر کا — چھد گیا بے دین کے ناوک سے حلقِ بے زباں

سبطِ پیغمبرؐ نے چھاتی سے اسے لپٹا لیا — آ کے ہاتھوں پہ جو ششماہہ بچّہ تھا طپاں

اے ادیمِ بے نوا وہ دیکھ ریگِ گرم میں — لاشِ اصغر دفن کرتے ہیں امامؑ انس و جاں

نوحہ

کہتے ہیں اہلِ عزا ہائے حسینؑ غریب — جان و دلِ فاطمہؑ ہائے حسینِؑ غریب
ساتویں سے ہوگئی بندشِ آب و غذا — پانی نہ تم کو ملا ہائے حسینِؑ غریب
زخموں سے خوں بہہ گیا پیاس کی تھی انتہا — کٹ گیا سوکھا گلا ہائے حسینِؑ غریب
آب و نمک دہر کا مہر میں گو ماں کے تھا — ذبح پیاسا ہوا ہائے حسینِؑ غریب
کیسے لعیں تھے جنھیں غیرت قومی نہ تھی — لوٹ لی تن سے ردا ہائے حسینِؑ غریب
لاشۂ بے سر نے بھی آہ نہ پائی اماں — گھوڑے سے روندا گیا ہائے حسینِؑ غریب
سایہ نہ مقتل میں تھا اوس ہی اور دھوپ میں — خاک پہ لاشہ رہا ہائے حسینِؑ غریب
سر ترا رہتا تھا جو دوشِ نبیؐ پر سدا — نوکِ سناں پر چڑھا ہائے حسینِؑ غریب
فوجِ یزیدِ لعیں گھس گئی خیموں میں آہ — لٹ گیا گھر بھر ترا ہائے حسینِؑ غریب
لوٹ کے زیور تمام بیبیوں کے فوج نے — چھین لی سر سے ردا ہائے حسینِؑ غریب
پیاری سکینہؑ کے آہ شمر نے چھینے گہر — کانوں کو زخمی کیا ہائے حسینِؑ غریب
جائیں کہاں بیبیاں لیجئے اُن کی خبر — خیمہ جلایا گیا ہائے حسینِؑ غریب
بازوؤں میں آہ آہ باندھی گئی ہے رسن — قید ہے کنبہ ترا ہائے حسینِؑ غریب
زینبِؑ دلگیر کی لیجئے مولا خبر — بلوے میں ہے سر کھلا ہائے حسینِؑ غریب
شدتِ تپ میں شہا عابدِؑ بیمار کو — طوق پہنایا گیا ہائے حسینِؑ غریب
پاؤں میں زنجیر ہے طوق گلوگیر ہے — یہ ہے مرضؑ کی دوا ہائے حسینِؑ غریب
روتا ہے اب تو ادیمؔ اس کو برائے خدا — روضہ پہ اب لے بُلا ہائے حسینِؑ غریب

(۶۳)
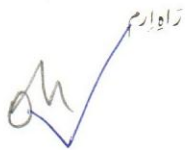
دیتے ہیں اہلِ عزا فاطمہؑ پُرسا تمہیں — آپ کی سب آل کا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

ایلچی بن کر گیا ظلم سے مارا گیا — مُسلمِ ذیجاہ کا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

پیاس میں لڑتا رہا جیتے جی روندا گیا — قاسمؑ نوشاہ کا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

شبیہ رسولؐ زماں اکبرؑ مہ رُوجواں — سینہ پہ نیزہ لگا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

پیاسوں کی خاطر گئے نہر پہ بازو کٹے — شہؑ کے علمدارؑ کا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

پیاس سے تڑپا کیا چھد گیا ننھا گلا — اصغرِؑ بے شیر کا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

تیروں کی بوچھار میں سینہ سپر کر دیا — مشک بچاتا رہا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

مشک بھی آخر چھدی بہہ گیا پانی تمام — گُرز بھی سر پر لگا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

آپکی سب بیٹیاں بہویں اور بچّے تمام — کرتے ہیں آہ و بکا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

دشمنِ دیں ہرطرف راہ ہیں روکے ہوئے — آب ہے اور نے غذا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

راکبِ دوشِ نبیؐ آپ کا پیارا حسینؑ — فوج میں ہے گھر گیا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

جنگ کے میدان میں تیروں کی بوچھار میں — پیاسا ہے تنہا کھڑا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

گھوڑے سے جس دم گرا سینہ پہ قاتل چڑھا — سجدے میں سر کٹ گیا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

لے گئے ناحق شناس لوٹ کے تن کا لباس — لاشہ بھی روندا گیا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

آپ کا وہ گلبدن خاک پہ ہے بے کفن — ریگ ولہو ہیں ردا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

بیٹیاں بہویں تمام آپ کی ہیں ننگے سر — قید ہے ان کو کیا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

راکبِ دوشِ نبیؐ کی آہ یہ کیا قدر کی — نیزے پہ سر ہے چڑھا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

ان کو لئے اہلِ شر پھر رہے ہیں دربدر — ظلم کی ہے انتہا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

کہتا ہے رو رو ادیم آہ وہ پھولا پھلا — باغ لٹا آپ کا فاطمہؑ پُرسا تمہیں

نوحہ

صلوٰۃ و سلام اس پہ جو شاہؑ شہدا ہے
پیاسا ہی جسے کوفیوں نے ذبح کیا ہے

تپتے ہوئے میدان میں سایہ نہیں جس پر
بے غسل و کفن لاشہ جو ریتی پہ پڑا ہے

گھوڑے سے جو ریتی پہ گرا نیزوں کی زد سے
سر تا بہ قدم تیروں سے غربال ہوا ہے

لوٹا گیا جس لاش کا پیراہن و جامہ
آلودہ بخوں خاک ہی بس جسکی ردا ہے

دریا پہ کٹے جس کے علمدار کے بازو
بے دست برادر کے جو لاشہ پہ کھڑا ہے

ہمشکلِ نبیؐ جس کا پسر یوسفِ ثانی
سینہ پہ سناں کھا کے جو مقتل میں پڑا ہے

داخل ہوئے دَرّانہ عدو جس کے حرم میں
سب زیور و زر عورتوں کا لوٹ لیا ہے

ششما ہے پسر پر بھی ترس جسکے نہ کھایا
بچّے کا گلا ظلم کے ناوک سے چھدا ہے

جسکے حرمِ پاک کے سر کر دیئے عریاں
بے جرم لعینوں نے جنہیں قید کیا ہے

جس شاہؑ کی ہمشیر کے بازو تھے رسن میں
اُمّت نے کھلے سر جسے تشہیر کیا ہے

جس شاہؑ کے بچّوں پہ ستم فوج نے ڈھائے
بُندوں کے لئے کانوں کو مجروح کیا ہے

بیمار پسر جس کا گرفتارِ سلاسل
جو بیڑیاں پہنے ہوئے کانٹوں پہ چلا ہے

اس کے حرمِ پاک کا کیا حال بیاں ہو
سر ننگے ہیں دربار میں رسّی میں گلا ہے

خالق کا ادیؔم اس پہ سلامِ ابدی ہو
وہ شاہؑ کہ جو موردِ ہر رنج و بلا ہے

نوحہ

(٦٥)

صلوٰۃ و سلامِ ابدی حق کے نبیؐ پر
اور فاطمہ زہراؑ پہ حسنؑ اور علیؑ پر

سردارِ شہیداں پہ بھی صلوٰۃ دوامی
مقتولِ جفا راکبِ دوشِ نبویؐ پر

بے مونس و بے یاور و بے ہمدم وناصر
مذبوحِ قفا غمزدہ فرزندِ علی پر

گھیرا ہے کئی روز سے افواجِ ستم نے
اور آب و غذا بند ہے دلبندِ نبیؐ پر

آمادہ ہیں شیطان کے اور نفس کے بندے
ہر ظلم و ستم ڈھانے کو خالق کے ولی پر

افسوس کہ جہّالِ مرکبّ کی چڑھائی
ہے واقفِ اسرارِ خفی اور جلی پر

اے مومنو صد حیف کہ جنگل میں ہوئی ہے
خاروں کی یورش گلشنِ ایماں کی کلی پر

پانی کے لئے کٹ گئے بازوئے علمدارؑ
برسائے گئے تیر و تبر شہؑ کے اَخی پر

اے اہلِ جہاں دیکھو یہ ہیں کیسے مسلماں
برسا رہے ہیں تیر جو ہمشکلِ نبیؐ پر

ششماہے کے حلقوم کو بھی تیر سے چھیدا
یہ سنگ دلی دیکھئے حیرت ہے شقی پر

سب پیاس کی شدت سے تڑپتے رہے بچّے
آیا نہ کسی کو بھی ترس آلِ نبیؐ پر

ابنِ اسد اللہ نے جب روک لی شمشیر
روباہوں کا نرغہ ہوا حیدرؑ کے وصی پر

برسانے لگے تیر و تبر، نیزہ و شمشیر
زخم آئے ہزاروں جسدِ سبطِ نبیؐ پر

جو ساقیٔ کوثر کا جگر بند تھا ہے ہے
پیاسا ہی کیا ذِبح اُسے لعنت ہے شقی پر

پامال کیا لاشۂ بے سر کو عدو نے
یہ ظلم کی حد ہوگئی خالق کے صفی پر

صد حیف کہ لٹوا دیا لاشہ کا بھی جامہ
تھی ختم شقاوت بھی بنِ سعدِ دَنی پر

رہتا تھا جو سر سینۂ محبوبؐ خدا پر
ہے ہے وہ چڑھایا گیا نیزے کی اَنی پر

کہتے تھے اَدیمؔ اپنے کو وہ لوگ مسلماں
کرتے رہے جو ظلم و ستم آلِؑ نبی پر

نوحہ

(۶۶)

لو شاہؑ خُراساں کی طلبی کا خط آیا ہے
مامون نے یثرب سے حضرت کو بلایا ہے

رُخصت کیلئے آئے ہیں سارے بنی ہاشم
ایک ایک کو سینہ سے حضرت نے لگایا ہے

فرماتے ہیں تم سب سے یہ رُخصتِ آخر ہے
پیغامِ اَجل قاصد مامون کا لایا ہے

پہنچے جو خراساں میں تو کی ہے بڑی خاطر
پر بغض و عداوت کو سینہ میں چھپایا ہے

کہتا ہے کہ لے لیجے حاضر یہ خلافت ہے
اِنکار پہ حضرت کے غصّہ اُسے آیا ہے

پھر بولا کہ اچھا تو لے لیجے ولی عہدی
اِس امر کا اِک فرماں ظالم نے لکھایا ہے

جب ہوگئی تکمیلِ تحریرِ ولی عہدی
نامِ شہِ والا کو سکّہ پہ لکھایا ہے

اب ان کو کسی طرح سے ختم کیا جائے
یہ دل میں خیال اسکے ہر وقت سمایا ہے

جو مرو میں پہنچے تو دربار میں اک شب کو
فرزند کو موسیٰؑ کے ظالم نے بلایا ہے

واں زہر خورانی کا موقع اسے ہاتھ آیا
غربت میں مسافر کو ظالم نے ستایا ہے

غم شاہِؑ خراساں کا ہر قلب پہ چھایا ہے
انگوروں میں سَم بھر کر حضرت کو کھلایا ہے

اے اہلِ عزا مولا رخصت ہوئے دنیا سے
زہراؑ و پیمبرؐ کو ظالم نے ستایا ہے

فریاد ہے یہ کیسا ظالم نے ستم ڈھایا
زہراؑ کی کمائی کو مٹّی میں ملایا ہے

معصومہءِ قُم آئی ہیں بھائی سے ملنے کو
یاں پہنچیں تو ہر گھر میں ماتم نظر آیا ہے

جس وقت سنا بھائی رخصت ہوئے دنیا سے
صدمے سے عماری میں بی بی کو غش آیا ہے

لو بھائی کا پُرسہ دو معصومہء بے کس کو
پردیس میں بے پر کو گردُوں نے ستایا ہے

افسوس کہ آئی تھیں وہ شوقِ زیارت میں
سیدانی کو ظالم نے بھائی سے چھُڑایا ہے

ہے شور کہ یہ کیسا ظالم نے ستم ڈھایا
زہراؑ کے کلیجے کو مٹّی میں چھپایا ہے

خاموش ادیمؔ اب کچھ کہنے کا نہیں یارا
پھر خواہر مولا کو صدمے سے غش آیا ہے

نوحہ
(۶۷)

دخترِ صغیرِ شاہ بحروبر، شام میں ہوئی جو قید بے پدر۔ نالہ و بکا میں کرتی تھی بسر، کہتی رہتی تھی سر کو پیٹ کر

ہائے بابا جان آپ ہیں کدھر　　کیوں چلے گئے مجھ کو چھوڑ کر

آہ وہ یتیم دخترِ حسینؑ، قید میں ذرا تھا نہ اسکو چین۔ اُسکا مشغلہ تھا صرف شورشین، ایسے دردناک کرتی تھی وہ بین

سننے والوں کے پھٹتے تھے جگر　　جب وہ کہتی تھی ہائے اے پدر

پیارے باباجان تم کب آؤ گے، مجھ کو اپنے پاس کب بلاؤ گے۔ اپنی چھاتی پہ کب سلاؤ گے، پیاری پیاری شکل کب دکھاؤ گے

منتظر رہوں کب تلک پدر　　جاؤں ڈھونڈھنے آپ کو کدھر

عیدی میں مجھے پیارے باباجاں، جو پہنائی تھیں تم نے بالیاں۔ آئے جب لعین تانے برچھیاں، چھین لے گئے مجھ سے بدگماں

کان کو لویں میری چیر کر　　پھر بھی آپ نے لی نہ کچھ خبر

کپڑے سب مرے خوں میں تر ہوئے، دونوں شانے بھی خوں سے بھر گئے۔ چیخنے لگی میں جو درد سے، ظالموں نے پھر یہ ستم کئے

سیلی مارتے تھے مجھ کو اہلِ شر　　کان پر کبھی گاہ گال پر

پیاری بیٹی کا حال دیکھ لو، سرخ ہوگئے ہیں گال دیکھ لو۔ کپڑے خوں میں ہیں لال دیکھ لو، زخمی پشت کی کھال دیکھ لو

درّے مارتے تھے ہم کو بد گہر　　تم چلے گئے ہم کو چھوڑ کر

ہو سکے ادیمؔ کس طرح بیاں، اہلِ بیتؑ کی غم کی داستاں۔ قید ظلم کی سختیاں کہاں، سہ سکیں بھلا چھوٹی بچیاں

روتے روتے ہی رات رات بھر　　آخرش یتیم کر گئی سفر

نوحہ

(۶۸)

قید شام میں آہ بے پدر، گریہ و بکا میں کرتی تھی بسر
بابا اُس گھڑی تم کو ڈھونڈھنے، دوڑتی پھری میں اِدھر اُدھر

آہ وہ یتیمِ شاہ بحر و بر، روتی رہتی تھی رات رات بھر
بیٹی آپ کی چیختی پھری، پیارے بابا جان آپ ہیں کدھر

ایسے دردناک کرتی تھی وہ بین، سننے والوں کے پھٹتے تھے جگر
ہائے بابا جان چھپ گئے کہاں، کیا گئے تھے آپ مجھ سے روٹھ کر

ہائے بابا جان تم کہاں گئے، آج تک نہ لی میری کچھ خبر
روتی پیٹتی ہر طرف پھری، پاسکی نہ میں آپ کو مگر

عیدی میں دیئے تھے تم نے جو گہر، لے گئے شقی مجھ سے چھین کر
بین اس طرح کرتی رہتی تھی، دخترِ امام سر کو پیٹ کر

کان کی لویں دونوں کٹ گئیں، کپڑے ہو گئے میرے خوں میں تر
قید کے ستم سہتی کب تلک، آخر ایک شب کر گئی سفر

ماریں اشقیا نے رُخ پہ سیلیاں، میں جو درد سے لوٹی خاک پر
آہ اے ادیمؔ اہلِ بیتؑ میں، حشر تھا بپا اُس کی موت پر

نوحہ

(۶۹)

قید سبطِ نبیؐ کی جانی ہے — نَے غذا ہے وہاں نہ پانی ہے
اہلِ دل تھام لیں کلیجوں کو — داستانِ اَلم سنانی ہے
آہ شہ کی یتیم بچّی کی — کیسی پُردرد یہ کہانی ہے
نیل رُخ پر لہو بھرا کرُتا — بنتِ سرور کی یہ نشانی ہے
کوئی مجھ کو ملا دے بابا سے — اس کو ہر دم یہی کہانی ہے
ہائے بابا تمہیں کہاں پاؤں — کیا جدائی میں موت آنی ہے
یاد میں آپ کی سدا تڑپوں — کیا یہی دل میں تم نے ٹھانی ہے
اس لئے چھوڑ کر گئے ہیں کیا — تلخیِ غم مجھے چکھانی ہے
اپنی بیٹی کو آن کر دیکھو — اب تو زخموں سے رِستا پانی ہے
سیلیاں مارتا ہے اے بابا — دشمنِ جاں ستم کا بانی ہے
جاں لبوں پر ہے اب بھی آجاؤ — اپنی صورت اگر دکھانی ہے
ہے یقیں آپ کی جدائی میں — روتے روتے ہی جان جانی ہے
کیا مِری قبر قید خانہ میں — ماں کو پھوپھیوں کو ہی بنانی ہے
پابجولاں مریض بھائی کو — میری میّت بھی کیا اٹھانی ہے
مر گئی جو ادیمؔ رو رو کر — اُسی بچّی کی یہ کہانی ہے

نوحہ

(۷۰)

دل درد سے کیوں بھر آئے کیا احمدؐ کا گھرانہ یاد آیا
کیا پُر آشوب سنہ اکسٹھ کا تاریک زمانہ یاد آیا
یاعید کے دن اُشتر بنکر محبوبِؐ جنابِ باری کا
زہراؑ و علیؑ کے جانی کو کاندھے پہ چڑھانا یاد آیا
منبر پہ رسولِؐ داور کا شبیرؑ کو گودی میں لیکر
حلقوم کے بوسے لے لے کر یا اشک بہانا یاد آیا
ناناؐ کی لحد پر منہ رکھ کر شبیرؑ کا وہ گریہ کرنا
محبوبؐ خدا کے روضے سے رخصت کا زمانہ یاد آیا
وہ لُو وہ تپش وہ ریگستاں شبیرؑ کا عورتوں بچّوں کو
ہمراہ لئے اس گرمی میں کوفہ کو جانا یاد آیا
یا لشکرِ حُر کا مولاؑ کو گھیرے میں لینے کو آنا
شبیرؑ کا فوج اعدا کو پانی کا پلانا یاد آیا
سیراب شدہ لشکر کا پھر وہ کرب و بلا کے میداں میں
دلبندِ نبیؐ کے خیموں کو دریا سے ہٹانا یاد آیا
عاشورِ محرّم کی شب کو فرزندِ نبیؐ کے خیموں میں
کیا بھوکے پیاسے بچّوں کا رونا چلّانا یاد آیا

عاشور کی صبح کا منظر کیا سامنے آنکھوں کے آیا
اکبرؑ کا اللہ اکبر کی آواز اٹھانا یاد آیا
آوازِ اَذاں سے آنکھوں کا سب اہلِ حرم کی نم ہونا
بنتِ زہراؑ کا بہرِ دعا کیا ہاتھ اُٹھانا یاد آیا
تڑپے نہ ادیمؔ مضطر کیوں جب آلِ نبیؐ کی کشتی کا
بربادی و ظلم و عُدواں کے طوفان میں آنا یاد آیا

نوحہ

(۷۱)

کیوں منہ کو کلیجہ آیا کیا قاسمؑ کا فسانہ یاد آیا
کیا تیرہ سال کے بچّے کا مقتل کو جانا یاد آیا
اس بھوکے پیاسے تنہا کا بچپن میں ہزاروں سے لڑنا
میدانِ وغا سے فوجوں کو بچّے کا بھگانا یاد آیا
یا اَرزَق جیسے نامی کا قاسمؑ کے مقابل میں آنا
اک ضرب میں ہی اُس شامی کا کیا مارا جانا یاد آیا
یا چار طرف سے بچّے پر تیروں کی بارش ہو جانا
اعدا کا بے کس بچّے پر تیغیں برسانا یاد آیا
یا حد کا زخمی ہونے پر قاسمؑ کا گھوڑے سے گرنا
اَدرکنی یا عمّاہ کی آواز اٹھانا یاد آیا
آواز بھتیجے کی سن کر حضرت کا مقتل کو جانا
یا اس کے بے دیں قاتل پر تلوار چلانا یاد آیا
قاتل کو بچانے کی خاطر یا فوجِ ستم کا گھر آنا
ٹاپوں سے لاشِ قاسمؑ کا کیا روندا جانا یاد آیا
پامال شدہ لاشے پر یا فرزند نبیؐ کا گر جانا
جسم نازک کے ٹکڑوں کو چھاتی سے لگانا یاد آیا

زار و قطار (?)

واللہ چچا پر ہے یہ گراں تو اس کو پکارے لیکن وہ
امداد کو تیری آ نہ سکے شہ کا فرمانا یاد آیا
یا پیارے بھتیجے کے لاشے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو
محبوبؐ خدا کے پیارے کا چادر میں اٹھانا یاد آیا
افسوس ادیمِ دل بریاں کیونکر نہ کلیجہ شق ہوئے
جب جیتے جی جسمِ قاسمؑ کا روندا جانا یاد آیا

راہ ارم

۱۱۰

نوحہ

(۷۲)

کیوں ہُوک سی دل میں اٹھی کیا پیاسوں کا فسانہ یاد آیا
اصحاب و اَعزا کا شہ کے کیا خوں میں نہانا یاد آیا
یا پیاسے بچّوں کی خاطر تھوڑا سا پانی لانے کو
عباسؑ کا سوکھی مشک لئے دریا پہ جانا یاد آیا
یافوجوں کا وہ گھِر آنا، عباسؑ کا وہ لڑتے بھڑتے
مشکیزہ بھرے خیمہ کی طرف رہوار بڑھانا یاد آیا
یا ابنِ سعد کے لشکر کا سقّے پر ناوک برسانا
چھاتی کے تلے عباسِؑ علی کا مشک چھپانا یاد آیا
یا دشمنِ دیں کے تیروں سے مشکیزہ چھلنی ہو جانا
اور مشکِ سکینہؑ سے رن میں پانی بہہ جانا یاد آیا
یا پانی کے بہہ جانے پر آگے بڑھنے سے رُک جانا
اور لڑتے لڑتے سقّے کے بازو کٹ جانا یاد آیا
عباسؑ کا ضربِ گُرزِ گراں کھا کر گھوڑے سے گرنا
یا سبطِؑ نبی کا بھائی کے لاشے پر جانا یاد آیا
ٹکڑوں کے باعث لاشے کو لانے سے عاجز آجانا
اور مشک و علم کو سرور کا خیمہ میں لانا یاد آیا

نوحہ

۷۳

کیوں ابر اَلم دل پر چھایا کیا غم کا فسانہ یاد آیا
پانی کی طرح کیا آلِؑ نبی کا خوں بہہ جانا یاد آیا

فرزندِ پیمبرؐ کے پیچھے ہمشکلِ پیمبرؐ کا ہونا!
اے جانِ پدر مقتل کو بڑھو شہ کا فرمانا یاد آیا

میدانِ وغا میں جانے کو ہتھیار سجے جس وقت بڑھے
فرزندِ نبیؐ کا گھوڑے پر اکبرؑ کو چڑھانا یاد آیا

اُس بھوکے پیاسے غازی کا افواجِ اعدا میں گھس کر
میدانِ وغا میں کشتوں کے پشتوں کا لگانا یاد آیا

جب زخم لگے اور خون بہا اور دیر ہوئی لڑتے لڑتے
شِدّت سے عطش کی خدمت میں بابا کی آنا یاد آیا

اب پیاس کی شدّت سے بابا بھنتا ہے کلیجہ یہ سن کر
کیا سبطِؑ نبی کا خشک زباں، بیٹے کو چُسانا یاد آیا

یا بھوکے پیاسے تنہا کا میداں میں ہزاروں سے لڑ کر
ہم شکلِ نبیؐ کا چھاتی پر کیا نیزہ کھانا یاد آیا

کیا ''وا ابتاہٗ اَدرکنی'' سنکر یہ صدائے دلبریاں
فرزندِ جواں کے لاشے پر سرور کا جانا یاد آیا

یا نورِ نظر کے سینہ سے پھل کھینچ کے ٹوٹی برچھی کا
کیا لاشِ پسر کو حضرتؑ کا چھاتی سے لگانا یاد آیا
عالم میں ضعیفی کے شہؑ کا فرزندِ جواں کے لاشے کو
اُس بھوک اور پیاس کی شدّت میں مشکل سے اٹھانا یاد آیا
تڑپے نہ ادیمؔ مضطر کیوں جب آلِؑ نبی کی کشتی کا
بربادی و ظلم و عُدووں کے طوفان میں آنا یاد آیا

نوحہ

(۷۴)

کیوں دل میں چبھا نشتر سا کیا ناوک کا فسانہ یاد آیا
کیا آلِ نبیؐ کی کشتی کا طوفان میں آنا یاد آیا
اُمّت پر قرباں ہونے کو چلتے ہو بیٹا یہ سن کر
اصغرؑ کا ہُمک کر گودی میں سرورؑ کی آنا یاد آیا
بچّے کو عبا کے دامن سے ڈھانپے ہوئے ہاتھوں پر رکھے
میدانِ وغا میں اصغرؑ کو شہ کا لے جانا یاد آیا
یا گود میں شاہِ والا کی کملائے ہوئے غنچے کی طرح
کیا خشک زباں کو اصغرؑ کا ہونٹوں پہ پھرانا یاد آیا
یا تیغِ زباں سے بچّے کا اعدا کے دل گھائل کرنا
کیا فوجِ یزیدی ناری میں ہر اک کو رُلانا یاد آیا
یا ابنِ سعد کے کہنے سے بچّے کی سوکھی گردن پر
کیا حُرملۂ بے غیرت کا ناوک کا لگانا یاد آیا
یا سبطِ نبیؐ کا چلّو میں خوں حلقِ اصغرؑ کا لیکر
بے شیر کے خونِ ناحق کو چہرے پہ لگانا یاد آیا
یا نوکِ تیغ سے شاہؑ دیں کا کھود کے ننّھا سا مرقد
پیاسے بچّے کی میّت کو ریتی میں چھپانا یاد آیا
یا مادرِ اصغرؑ کا سرورؑ کی دیکھ کے خالی گودی کو
سر بہرِ ادائے شکرِ خدا سجدے میں جھکانا یاد آیا

نوحہ

۷۵

کیوں دل میں تڑپ ہوتی ہے کیا پُر ہول زمانہ یاد آیا
کیا حق کے نبیؐ کی عترت کا پُردرد فسانا یاد آیا
کہنا وہ سلامِ آخر کا دروازۂ خیمہ پر جا کر
کیا آخری رُخصت کو شہؑ کا خیمے میں جانا یاد آیا
اِن بیبیوں کا جن کے وارث سب راہِ حق میں قتل ہوئے
فرزندِ نبیؐ کے چار طرف حلقہ سا بنانا یاد آیا
یا موئے سر بکھرائے ہوئے ان لاوارث غم کی ماری
بیوؤں کا وا مظلومہ کی آواز اٹھانا یاد آیا
اِک اِک غمدیدہ بی بی کو تسکین و تسلّی دے دے کر
صبر بنتِ محبوبِؐ حق کا یاد دلانا یاد آیا
حضرت کو دیکھ کے بچّوں کا رو رو کے لپٹنا ٹانگوں سے
اِک اِک بچّے کو مولاؑ کا گودی میں اٹھانا یاد آیا
گودی میں اِک اِک کو لے کر، تلقینِ صبر و رضا کر کے
مُنہ چوم کے ہر اک بچّے کا چھاتی سے لگانا یاد آیا
کہنا وہ سکینہؑ کا بابا چھاتی پہ سُلا لو تب جانا
اُس لاڈلی بیٹی کو شہؑ کا سینہ پہ لٹانا یاد آیا

گھوڑے کے سُموں سے لپٹے ہوئے رو رو کر بچّی کا کہنا
بابا کو میرے مقتل میں لیکر مت جانا یاد آیا
خیمہ کے باہر نزدِ فرش اِستادہ ہونا حضرتؑ کا
ہمشیر کا بیکس بھائی کو گھوڑے پہ چڑھانا یاد آیا
اے عونؑ و محمدؑ اے قاسمؑ! عباسؑ، علیؑ ابن الاکبر
اب نیند سے جاگو آ جاوٴ! شہؑ کا فرمانا یاد آیا
کس طرح ادیبِؔ دل بریاں، مثلِ ماہی ہوئے نہ طپاں
جب آلِ نبیؐ کی کشتی کا طوفان میں آنا یاد آیا

نوحہ

(۷۶)

سینہ میں دھواں سا اٹھا کیا پھر غم کا فسانا یاد آیا
عبداللہ ابنِ حسنؑ کا کیا میدان میں آنا یاد آیا
بے حد زخمی ہو جانے پر فرزندِ نبیؐ کا مقتل میں
ریتی پر بیٹھے بہرِ دعا ہاتھوں کو اٹھانا یاد آیا
دروازۂ خیمہ پر اُس دم بچّوں کا اکھٹا ہو جانا
پیاس ہم کو مارے دیتی ہے فریاد اٹھانا یاد آیا
یہ زخمی کون ہے ریتی پر عبداللہ کا ماں سے کہنا ؟
یہ تیرے پیارے عموّ ہیں، مادر کا بتانا یاد آیا
یہ سنتے ہی عبداللہ کا پیارے عموّ پیارے عموّ
کہتے ہوئے مقتل کی جانب دوڑے ہوئے جانا یاد آیا
عموّ اب خیمہ کو چلئے بچّے کا کہنا حضرتؑ سے
فرزندِ نبیؐ کا بچّے کو چھاتی سے لگانا یاد آیا
اک شامیِٔ بے دیں کا اُس دم نزدِ شاہِ عالم آکر
بیکس پر حملہ کرنے کو تلوار اٹھانا یاد آیا
یا ننھے ننھے ہاتھوں کو بچّے کا سپر کرنا شہؑ پر
بچّے کے دونوں ہاتھوں کا کٹ کر گر جانا یاد آیا

یا ابنِ حسنؑ کا واعمّاہُ کہہ کر گودی میں گرنا
اعدائے دین کا بچّہ پر ناوک برسانا یاد آیا
اک تیرِ سہ پہلو کا ناگہ بچّے کی گردن پر لگنا
بچّے کا تڑپ کر گودی میں شہؑ کی مرجانا یاد آیا
کیونکر نہ ادیمؔ خستہ دل ٹکڑے ہوں کلیجے کے جس دم
بے تیغ مجاہد بچّے کا بازو کٹوانا یاد آیا

نوحہ

(۷۷)

کیوں ٹیس سی دل میں اٹھتی ہے ۔ کیا شہ کا زمانہ یاد آیا
اعدا کا شاہِ بے کس پر ناوک برسانا یاد آیا
سب بھائی، بھتیجوں، بیٹیوں اور اصحاب کے دل پر داغ لئے
فرزند پیمبرؐ کا تنہا مقتل کو جانا یاد آیا
میں کون ہوں اے کوفہ والو کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو
اب سن لو میں بتلاتا ہوں شہؑ کا فرمانا یاد آیا
تم جس کا کلمہ پڑھتے ہو اس کی بیٹی کا بیٹا ہوں
پھر کیوں تم مجھ سے لڑتے ہو ان کو سمجھانا یاد آیا
میں سبطِ پیمبرؐ ہوں دیکھو اور قتل پیاسا ہوتا ہوں
یہ کہہ کر اپنی نصرت پر ہر اک کو بلانا یاد آیا
شرمندہ ہوکر فوجوں میں ہر اک کا سر نیوڑھا لینا
نصرت کے بدلے تیروں کا شہؑ پر برسانا یاد آیا
کیا سبطِ نبیؐ پر اعدا کا ہر سمت سے حملہ کر دینا
گرز و خنجر اور تیغ و تبر کے وار چلانا یاد آیا
کیا اعدائے دین و ایماں کا دوشِ نبیؐ کے راکب کو
گھوڑے کی پشت سے ریتی پر نیزوں سے گرانا یاد آیا

پشتِ شہؑ پر زانو رکھ کر شمرِ بے دیں کا سجدے میں
کیا سبطِ نبیؐ کی گردن پر خنجر کا چلانا یاد آیا
یا ابنِ سعد کے کہنے سے لشکر کے کچھ ملعونوں کا
فرزند نبیؐ کے لاشے پر گھوڑے دوڑانا یاد آیا
کیونکر نہ اُدیمؔ خستہ جگر ہوں غم سے کلیجے کے ٹکڑے
جب لاشۂ سرور کا رن میں عریاں ہو جانا یاد آیا

نوحہ

(۷۸)

سبطِ رسولؐ حق دُکھ پائے جان میری تجھ پر صدقے جائے
تجھ کو فرشتہ جھولا جھلائے خلد سے کپڑے عید میں آئے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

پشت نبیؐ پر سجدے میں بیٹھا کی وحی حق نے سر نہ اُٹھانا
طول ہو سجدے کو خواہ کتنا آپ ہی جب تک یہ ہٹ نہ جائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

تیری ادائیں حق کو تھیں پیاری عید میں مانگے جب تو سواری
اونٹ بنے خود مُرسلِ باری پشت پہ احمدؐ تجھ کو چڑھائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

تیری زباں پر جب یہ ہو جاری ہے بے زمام آج اپنی سواری
فوراً ہی محبوبِ ایزدِ باری ہاتھ میں تیرے زلفیں تھمائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

وعظ کے دوراں بر سرِ منبر دیکھے جو تجھ کو حق کا پیمبرؐ
فوراً ہی منبر پر سے اُتر کر گودی میں اپنی تجھ کو بٹھائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

جبکہ یزیدِ ظالمِ دوراں چاہے مٹانا دہر سے ایماں
مٹنے لگے ہوں شرع کے ارکاں دے کے سَر اپنا دیں کو بچائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

زخم ہزاروں جسم پہ کھائے سارے بدن سے خوں بہہ جائے
پر نہ عبادت میں فرق آئے سجدۂ حق میں سَر کٹوائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

نیزے پہ دشمن سر کو چڑھائے تیرا کٹا سر قرآں سنائے
ہم نہیں مردہ سب کو جتائے لاتَحسَبَنَّ کے معنی بتائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

ہر چند ہے یہ خالق کا فرماں خلق کو ہوتا پر کیسے ایقاں
تو نے سنا کر نیزے پہ قرآں اقوالِ باری سچ کر دکھائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

اُمویوں نے تھا جو ظلم ڈھایا خوف تھا دل پر لوگوں کے چھایا
خفتہ ضمیروں کو تو نے جگایا مُردہ شدہ نفس تو نے جِلائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

سُن لے ادیبؔ بے کس کے نالے اپنا بندہ اس کو بنالے
مُردہ ہے یہ بھی اس کو جِلا لے لاکھوں مُردے تو نے جِلائے
یہ تیرا رتبہ زہراؑ جائے

نوحہ

(۷۹)

اُمّتِ جد نے ستایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو
لکھ کے خط مہماں بلایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

میہمانی کے عوض آب وغذا کے آہ آہ
کوفیوں نے غم کھلایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

اُن مسلمانوں کے دل افسوس کیسے تھے سیاہ
کلمہ پڑھ پڑھ کر ستایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

مصر وایران وعرب سب میں کوئی ایسا نہ تھا
جس نے آ کر ہو بچایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

تیر و نیزے کا نشانہ اور سنگ و خشت کا
آہ مقتل میں بنایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

سارے کنبہ کو نبیؐ کے قتل کر کے دم لیا
زُعم میں اپنے مٹایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

قتل کر کے ہم شبیہہِ احمدؐ مرسل کو آہ
خون کے آنسو رلایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

چھید کر ناوک سے گردن اصغرؑ بے شیر کی
آتشِ غم میں جلایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

قتل کر کے روند ڈالا لاشۂ سبطؑ نبی
حشر کا منظر دکھایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

لوٹ کر اسباب خیموں کو جلا کر آہ آہ
فوج نے قیدی بنایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

جن پہ ہودج تھا نہ محمل نے کجاوہ تھا کوئی
ایسے اونٹوں پر بٹھایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

سر برہنہ کوچہ و بازار میں ہر شہر کے
عام بلوے میں پھرایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

سر کھلے بازو بندھے کوفے سے ملک شام میں
آہ ظالم نے بلایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

ظالموں سے پوچھنے آئے اگر اہلِ دمشق
حیف ہے باغی بتایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

شام کے دربار میں کہتا تھا خوش ہو کر یزید
سامنے جس دم بلایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

میری دادی کے پدر بھائی مُوئے تھے بدر میں
اس لئے میں نے مٹایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

سلطنت کے واسطے تھا دعوئ پیغمبری
میں نے جھوٹا کر دکھایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

دی خبر حق نے جو قرآں میں ہوئی پوری ادیمؔ
بندروں نے ہی ستایا مصطفیٰؐ کی آلؑ کو

نوحہ

دمشق میں سرِ منبر مریض کی تھی صدا — جو مجھ کو جانتا ہے وہ تو جانتا ہے بھلا
مگر جو حال سے واقف نہیں سنیں وہ ذرا — سنو سنو میں ہوں دلبر منیٰ و مکّہ کا
یہ جان لو میں ہوں دلبر صفا و مروہ کا — یہ امرِ حق ہے کہ میں ہوں مجاورِ کعبہ
میں اُس کا بیٹا ہوں جو ہے حبیبِ داور کا — میں اُسکا بیٹا ہوں خالق کے عرش پر جو گیا
علیؑ ہے جد مرا دادی ہے فاطمہ زہراؑ — میں اُسکا بیٹا ہون جو پشت پر نبیؐ کی چڑھا
میں اُسکا بیٹا ہوں جس نے نہ ماں کا دودھ پیا — زبان اپنی چسا کر رسولؐ نے پالا
میں اُسکا بیٹا ہوں ہے جسکی مِلک میں طوبیٰ — مرا پدر ہی ہے سیّد شبابِ جنت کا
میں اُس کا بیٹا ہوں جو ہے رسولؐ کا پیارا — میں اُس کا بیٹا ہوں جو ہے نبیؐ کا مہ پارا
میں اُس کا بیٹا ہوں جس کو شہید کر ڈالا — میں اُس کا بیٹا ہوں جس کا قفا سے سر کاٹا
میں اُسکا بیٹا ہوں پیاسا ہی جس کو ذبح کیا — میں اُس کا بیٹا ہوں جس کا لباس لوٹ لیا
میں اُسکا بیٹا ہوں گھوڑوں سے جسکو روند دیا — میں اُسکا بیٹا ہوں ریتی پہ جس کا تھا لاشہ
میں اُس کا بیٹا ہوں جس کے حرم کو قید کیا — میں اُسکا بیٹا ہوں اسباب جس کا لوٹ لیا
میں اُس کا بیٹا ہوں خیمہ جلا دیا جس کا — وہ بے دیار بنے خاک و خون جس کی ردا
میں اُسکا بیٹا ہوں تھی جسکی لاش بے سایہ — انگشتری کے لئے جس کا ہاتھ قطع کیا
یہ سن کے ہوگیا دربار میں جو شور بُکا — یزید نے یہ مؤذّن کو اپنے حکم دیا
کہ قطع کر دے کلامِ اسیرِ جور و جفا — اذاں شروع ہوئی خاموش ہوگئے مولاؑ
مگر جو نہی کہ مؤذّن نے یہ کہا کلمہ — گواہ ہوں ہے محمدؐ رسولِ داور کا

جناب سیّد سجادؑ نے لعیں سے کہا | کہ اے یزید محمدؐ ہیں کیا ترے ناناؐ
ارے بتا کہ یہ تیرے ہیں یا مرے ناناؐ | اگر بتائے تو اپنا تو بالیقیں جھوٹا
اگر کہے کہ تمہارے تو کس لئے بتلا | نبیؐ کی آلؑ پہ تو نے یہ ظلم ہے ڈھایا
نواسیوں کو حبیبِؐ خدا کی قید کیا | تباہ کر دیا سارا رسولؐ کا کنبہ
یہ سن کے ہو گیا مسجد میں ایک حشر بپا | ہر ایک پیٹتا تھا سر کو اور روتا تھا
یزید نے جو یہ ہنگامۂ بُکا دیکھا | ذلیل و خوار ہوا اور محل کو بھاگ گیا

نوحہ

(۸۱)

آج قیدی رہائی پاتے ہیں
درِ زنداں پہ لوگ آتے ہیں

بندگانِ یزیدِ بے ایماں
کھول کر قفل یہ سناتے ہیں

اے اَسیرو اُٹھو امیرِ شام
تم کو دربار میں بلاتے ہیں

سن کے حکمِ یزید اہلِ حرم
اُن کو رو رو کے یہ سناتے ہیں

ہو چکے ہم دمشق میں تشہیر
کس لئے اب ہمیں بلاتے ہیں

وہ یہ کہتے ہیں اب نہ گھبراؤ
اب تمہیں قید سے چھڑاتے ہیں

سن کے یہ بات قیدیانِ ستم
درِ زنداں سے باہر آتے ہیں

ننھے بچّوں کو گودیوں میں لئے
سمتِ دربار شام جاتے ہیں

دیکھ کر ظالموں کی شکل صغیر
ماں کی چھاتی سے چمٹے جاتے ہیں

بند آنکھیں ہیں خوف ہے طاری
گود میں ماں کی منہ چھپاتے ہیں

رو رو کہتے ہیں ہائے امّاں جان
ہم کو اب پھر نظر وہ آتے ہیں

اشقیا آہ جن کے جور و ستم
ہم کو ہر وقت یاد آتے ہیں

آہ بے کس یتیم بچّوں کو
کہیں اس طرح بھی ستاتے ہیں

پھر یہ آئے ہیں ظلم کرنے کو
کوئی تقصیر بھی بتاتے ہیں

دیکھ کے ان کے خشمگیں چہرے
دل ہمارے تو ہَول کھاتے ہیں

کان کے زخم ہیں ہرے اب تک
اُن کے سب ظلم یاد آتے ہیں

اب نہ زیور ہیں اور نہ بُندے ہیں
کس لئے اَب ہمیں ستاتے ہیں

مائیں کہتی ہیں پیار کر کر کے کہیں ناحق بھی ہَول کھاتے ہیں
امّاں واری نہ ان سے خوف کرو قید سے اب تمہیں چھڑاتے ہیں
اہلِ بیت نبیؐ کے بچّے کیا کہیں شکوہ زباں پہ لاتے ہیں
شکر کرتے ہیں جب بَلا آئے ہر مصیبت کو بھول جاتے ہیں
اب نہ گھبرا ادیؔم اہلِ حَرم تیری تقصیر بخشواتے ہیں

نوحہ

۸۲

کیوں درد جگر میں اٹھا کیا بیوؤں کا فسانہ یاد آیا
کیا شہ کے حرم کو مقتل میں اعدا کا ستانا یاد آیا
کیا بارگاہِ محبوبِ حق جس میں نہ مَلَک بے اِذن آئے
گستاخانہ بے دینوں کا اُس میں درآنا یاد آیا
نوکِ نیزہ سے بیوؤں کی پشتِ سر کو زخمی کر کے
اسبابِ آلِ احمدؐ کی کیا لوٹ مچانا یاد آیا
یا خیموں کا جل کر گرنا اطفال کا گھبرائے پھرنا
بنتِ حیدرؑ کا بچّوں کو کیا ڈھونڈھ کے لانا یاد آیا
یا شہؑ کی یتیم بے کس کے کانوں سے بُندے چھن جانا
یا معصومہ کے کرتے کا خوں سے بھر جانا یاد آیا
لاوارث بیوؤں کے سر سے یا مقنع و چادر چھن جانا
یا سبطِ نبیؐ کے خیموں کو اعدا کا جلانا یاد آیا
معصوم سکینہؑ کا سرورؑ کو ڈھونڈھتے پھرنا مقتل میں
یا لاشِ پدر پر بچّی کا جا کر گر جانا یاد آیا
یا سن کے صدائے وا اَبَتاہُ شمر کا غصّے میں آکر
لاشے سے پدر کے بچّی کو درّوں سے چھڑانا یاد آیا
یا ڈالنا دوہری بیڑی کا بیمارِ حزیں کے پیروں میں
یا طوقِ گراں کا عابدؑ کی گردن میں پہنانا یاد آیا
کس طرح ادیبؔ دل بریاں غم سے نہ کلیجہ ہو ٹکڑے
جب بنتِ علیؑ کے بازوؤں میں رسی بندھ جانا یاد آیا

نوحہ

(٨٣)

آج عابدؑ بلائے جاتے ہیں بیڑیوں سے رہائی پاتے ہیں

تھام لیں اب دلوں کو اہلِ عزا پیشِ حاکم اسیر جاتے ہیں

سیّدِ الساجدیں امامِ اَنام جبکہ نزدِ یزید آتے ہیں

اُن سے کہتا ہے شرمسار ہوں میں سب تمہیں رحم دل بتاتے ہیں

بخش دیجے خطا ہوئی مجھ سے آپ اہلِ کرم کہاتے ہیں

اس کا باعث ہوا ہے ابنِ زیاد لوگ مجھ کو سبب بتاتے ہیں

میں نہ تھا اس کے فعل سے راضی کہیں اس طرح ظلم ڈھاتے ہیں

سب بنی فاطمہؑ کو قتل کیا کب غریبوں کو یوں ستاتے ہیں

لیجئے ہم سے خون بہا سب کا سیم وزر بے کراں منگاتے ہیں

سُن کے یہ بات عابدِؑ بیمار اشکِ غم اَبر ساں بہاتے ہیں

اُس سے کہتے ہیں ہم ہیں آلِؑ نبیؐ مال کو کب نظر میں لاتے ہیں

ابنِ زہراؑ کے خوں کی قیمت میں ارض و افلاک بھی کم آتے ہیں

ان کے اوصاف کی یہ عظمت ہے عرش میں بھی نہیں سماتے ہیں

او ستمگر کبھی سنا بھی ہے نور کو خاک سے ملاتے ہیں

ہم سے کہتا ہے خوں بہا لے لو دل پہ نشتر یونہی لگاتے ہیں

ہیچ یہ سلطنت ہے اس پر ہم نعلِ کف بھی نہیں لگاتے ہیں

تیری افواج نے ہیں لوٹ لئے وہ تبرّک جو دل کو بھاتے ہیں

فاطمہؑ کی ردا عبائے رسولؐ　　بنتِ زہراؑ کو یاد آتے ہیں
جتنا ساماں لٹا ہے منگوادے　　اور ہم کچھ نہیں منگاتے ہیں
بولی زینبؑ کہ غم میں بھائی کے　　اشک آنکھوں میں آئے جاتے ہیں
ایک خالی مکان دے ہم کو　　سوگ اَعِزّا کا ہم مناتے ہیں
ہوئی مجلس دمشق میں برپا　　لوگ پُرسے کو شہؑ کے آتے ہیں
ہے عجب حال بنتِ زہراؑ کا　　غش پہ غش اُس کو آئے جاتے ہیں
کھول دیں اب سروں کو اہلِ عزا　　سوگ اسی طرح سے مناتے ہیں
کِس لئے ہے ادیؔم تو مضطر　　دیکھ عابدؑ مدد کو آتے ہیں

نوحہ

چھوٹ کر قیدِ جفا سے اہلِ بیتِؑ مصطفیٰؐ — شام سے چل کر ہوئے جب واردِ کرب و بلا
مقتلِ شاہِؑ شہیداں جب نظر آنے لگا — زینبِؑ خستہ جگر کے دل سے نکلی یہ صدا
اے برادر بے کس و مقتولِ خنجر السلام — السلام اے تشنہ لب مجروح مذبوحِ قفا
السلام اے راکبِ دوشِ رسولِؐ دوسرا — السلام اے مرکبِ شمرِ لعینِ بے حیا
السلام اے منزلِ کرب و بلا جور و جفا — السلام اے سیّدِ مظلوم مسلوبُ الرِّدا
السلام اے دلبرِ خاتونِ محشر السلام — السلام اے بے وطن مقتول سر از تن جدا
خاک و خوں میں لوٹنے والے مجاہد السلام — السلام اے عابد و ساجد تہِ تیغِ جفا
اے رسن بستہ بہن کے پیارے بھائی السلام — السلام اے سونے والے زیرِ خاکِ کربلا
تیر و سنگ و خشتِ اَعدا کے نشانے السلام — السلام اے میہماں غم خورِ بے آب و غذا
قید سے چھٹ کر بہن آئی ہے اے بھیّا اٹھو — بازوؤں کے نیل دیکھو حال تو پوچھو ذرا
اکبرؑ و قاسمؑ کو بھیجو پیشوائی کے لئے — آئی ہے ان کی پھوپھی دُکھ پائی محبوسِ بلا
حکم دو عباسؑ کو روکیں قناتیں آن کر — شام میں کوفہ میں بلوؤں میں پھری ہوں بے ردا
کر رہی ہے کب سے اے بھیّا بہن تم کو سلام — آپ نے لیکن نہ ابتک کچھ جواب اسکو دیا
بات کرتے اس سے شاید شرم آتی ہے تمہیں — عام مجمع میں رَسن بستہ رہی جو بے ردا
زینبِؑ خستہ جگر کے دل کی حالت کا بیاں — اے ادیمِؔ خستہ جاں تجھ سے کہاں ممکن بھلا

مومنو دل و جانِ فاطمہؑ کا چہلم ہے ۔۔۔ آج راکبِ دوشِ مصطفیٰؐ کا چہلم ہے

ہر نبیؑ کے دعوے کو جس نے کر دیا ثابت ۔۔۔ اُس مصدّقِ کُلِّ انبیاء کا چہلم ہے

منزلِ ولایت کی شان جس نے دکھلا دی ۔۔۔ اُس ولی و والیِ اولیاء کا چہلم ہے

جو نبیؐ کی گردن پر سجدے میں بھی چڑھتا تھا ۔۔۔ اُس حبیبِ محبوبِ کبریا کا چہلم ہے

جس نے اپنا سارا گھر راہ حق میں دے ڈالا ۔۔۔ مقصدِ حقیقیٔ ہل اَتی کا چہلم ہے

جس کا خون خلقت کے نفس کا مطہّر ہے ۔۔۔ اُس شہید مقصودِ ''اِنّما'' کا چہلم ہے

جس نے اپنے خالقِ سے خلق کو ملایا ہے ۔۔۔ قتل ہو کے اُس عبدِ حق نما کا چہلم ہے

طالبانِ ایماں کے کس طرح نہ دل تڑپیں ۔۔۔ جِن و اِنسِ عالم کے مقتدا کا چہلم ہے

مومنوں کے ہر گھر میں کیوں نہ حشر برپا ہو ۔۔۔ آج اہلِ ایماں کے پیشوا کا چہلم ہے

کوفیوں کا مہماں جو تین دن رہا پیاسا ۔۔۔ اُس غریبِ بے آب و بے غذا کا چہلم ہے

جس شہید کا لاشہ خاک و خوں میں غلطاں تھا ۔۔۔ بے کفن کا چہلم ہے بے ردا کا چہلم ہے

آہ جس کے زخموں پر لگ سکا نہ مرہم تک ۔۔۔ اُس غریبِ مجروحِ لا دوا کا چہلم ہے

نیزہ و تیر و سنگ و خشت جس پہ برسائے ۔۔۔ ایسے منزل جورِ اشقیا کا چہلم ہے

اے ادیبؔ آنکھوں سے تو بھی اشک برسا لے ۔۔۔ دینِ حق کی کشتی کے نا خدا کا چہلم ہے

نوحہ

(۱۶)

فریاد کرو شاہ شہیداں کا ہے ماتم
مذبوحِ قفا دین کے سُلطاں کا ہے ماتم

مہجورِ وطن ظلم کا اعدا کے نشانہ
مقتولِ جفا شاہ غریباں کا ہے ماتم

محبوبِ خدا باعثِ ایجادِ دو عالم
سردارِ جناں سیّدِ ذیشاں کا ہے ماتم

مرجھایا ہوا دیں کا شجر خون سے سینچا
اسلام کی جاں باعثِ ایماں کا ہے ماتم

خالق کا ولی، منبعِ عرفان و ہدایت
دلبندِ نبیؐ نائبِ یزداں کا ہے ماتم

ماتم ہے یہ ہر ایک پیمبرؑ کا نبیؑ کا
جانو کہ یہ ہر ہادیِ دوراں کا ہے ماتم

اِدریسؑ و براہیمؑ و سلیمانؑ کہ عیسیٰؑ
ہارونؑ کا اور موسیٰ عمرانؑ کا ہے ماتم

یہ احمدِ مرسل کا ہے زہراؑ کا حسنؑ کا
لاریب کہ یہ حیدرؑ ذیشان کا ہے ماتم

جنّات میں بھی ماتمِ شبیرؑ ہے برپا
جاں سوز یہ ہادیٔ بنی جاں کا ہے ماتم

خط بھیج کے طلبی کے وطن جس سے چھڑایا
اُس تشنہ لب و گُرسنہ مہماں کا ہے ماتم

دکھلا گیا جو راہ حیاتِ ابدی کی
اُس خضرِ رہِ چشمۂ حیواں کا ہے ماتم

قاریٔ کلامِ اَحدی برسرِ نیزہ
خالق کی زباں بولتے قرآں کا ہے ماتم

جو خلقِ خدا کے لئے ہے شفقتِ کامل
اس ابرِ کرم رحمتِ یزداں کا ہے ماتم

قرآن میں کی فرض وِلا جس کی خدا نے
اُس مرکزِ دیں مقصد ایماں کا ہے ماتم

جو خلق میں ہے باعثِ ایجادِ دو عالم
اُس نورِ خدا کلمۂ یزداں کا ہے ماتم

روشن کئے احباب کے دل نور سے جس نے
اُس عبدِ خدا باعثِ عرفاں کا ہے ماتم

سایہ کئے لاشے پہ ہیں مقتل میں پرندے
مصروفِ عزا۔ اُن کے سلیماں کا ہے ماتم

تو بھی تو ادیبِ جگر افگار ہو گریاں
فرزندِ نبیؐ دین کے سلطاں کا ہے ماتم

نوحہ

(۸۷)

یثرب میں لٹا قافلہ بیوؤں کا جو آیا
تھا شور گلی کوچوں میں فریاد بُکا کا

کہتی تھی یہ کلثومؑ کہ ناناؐ کے مدینے
حضرت کی قسم تو ہمیں منظور نہ کرنا

اے شہر تجھے چھوڑ کے جس وقت گئے تھے
گھر فاطمہ زہراؑ کا جوانوں سے بھرا تھا

پر لوٹ کے آئی ہیں یہ اجڑی ہوئی رانڈیں
کیا ذکر جوانوں کا نہ بچّہ ہے نہ بوڑھا

اُمت نے ہمیں لوٹ لیا کرب و بلا میں
برباد ہوا احمدِؐ مرسل کا گھرانا

زینبؑ کی یہ فریاد تھی روضہ پہ نبیؐ کے
حال اپنی نواسی کا ذرا دیکھئے ناناؐ

لوٹی گئی قیدی ہوئی سر ننگے رہی میں
ہر شہر کے بازار میں اعدا نے پھرایا

کاٹے گئے عباسِ علمدارؑ کے بازو
اور سینۂ اکبرؑ پہ لگا ظلم کا بھالا

بے شیر کی گردن پہ لگا تیرِ سہ پہلو
بچّے نے عوض دودھ کے خوں حلق سے اگلا

ناناؐ یہ مری پشت پہ درّوں کے نشاں ہیں
اور بازوؤں پر دیکھئے نیل رسَن کا

ناناؐ جسے حضرتؐ نے زباں اپنی چسائی
افسوس کہ مقتل میں ہوا ذبح وہ پیاسا

ناناؐ جی لیا کرتے تھے جس حلق کے بوسے
خنجر سے لعیں نے اُسی حلقوم کو کاٹا

تھی آپ کے شبیرؑ کی پیاری جو سکینہؑ
بن باپ کی بچّی کو لعینوں نے ستایا

معصوم پہ کھایا نہ ترس آہ شقی نے
کانوں کی لویں چیر کے بُندوں کو اتارا

روئی تو لعینوں نے طمانچے اُسے مارے
لو خوں سے بھرا دیکھ لو بچّی کا یہ کرتا

خاموش ادیبؔ اب کہ جگر ہوتا ہے ٹکڑے
روضہ پہ پیمبرؐ کے عجب حشر ہے برپا

نوحہ

(۸۸)

دُکھ پائے گی صغراؑ ۔ غم کھائے گی صغراؑ — ماں کہتی تھی اے بیبیو گھبرائے گی صغراؑ

سنتے ہی لٹا قافلہ بیووں کا ہے آیا — روضہ کی طرف دوڑی ہوئی آئیگی صغراؑ

بیمار ہے کمزور ہے چل بھی نہ سکے گی — دو چار قدم چل کے ہی گر جائے گی صغراؑ

کنبے کی تباہی کی خبر جبکہ سنے گی — پھٹ جائیگا دل سنتے ہی مر جائیگی صغراؑ

بابا کی اور اکبرؑ کی بہت یاد تھی اُس کو — مر جائے گی پر اُن کو کہاں پائے گی صغراؑ

ارمان تھا اصغرؑ کو میں گودی میں کھلاؤں — کس کو کہو اب چھاتی سے لپٹائیگی صغراؑ

اکبرؑ نے سینہ پہ سناں ظلم کی کھائی — اب چاند سی صورت وہ کہاں پائیگی صغراؑ

اصغرؑ کا گلا چھد گیا پیکانِ ستم سے — شق ہوگا جگر اس کا جو سن پائیگی صغراؑ

اکبرؑ نہیں قاسمؑ نہیں اصغرؑ بھی نہیں ہیں — اب دل کہو کس طرح سے بہلائیگی صغراؑ

افسوس ادیمؔ ہوگئی بے آس مریضہ — اب ڈھونڈھنے بابا کو کدھر جائیگی صغراؑ

نوحہ

(۸۹)

جب قافلۂ اہلِ حرم شام سے آیا روضے پہ پیمبرؐ کے یہ زینبؑ کا بیاں تھا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

حضرتؐ نے زباں اپنی چسا کر جسے پالا وہ ذِبح ہوا تین شب و روز کا پیاسا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

ناناؐ جسے بہلاتے تھے کاندھے پہ چڑھا کر نیزوں سے اسے پشت سے گھوڑے کی گرایا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

وہ حلق جسے چومتے تھے آپؐ ہمیشہ خنجر سے اسی حلق کو بے پیر نے کاٹا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

ناناؐ جی لیا کرتے تھے جن ہونٹوں کے بوسے ظالم نے چھڑی کو انہیں ہونٹوں پہ لگایا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

پالا تھا جسے آپ نے سینہ پہ سُلا کر وہ ذِبح شدہ دھوپ میں ریتی پہ پڑا تھا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

کوفے کے مکینوں نے یہ کی آلؑ کی توقیر حضرتؐ کے نواسے کا برہنہ کیا لاشہ
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

پھر لشکرِ بے دین نے دوڑا دیئے گھوڑے پامال کیا آپؐ کے دلبند کا لاشہ
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

وارث نہ رہا جب کوئی مقتل میں ہمارا اعدا نے ہمیں لوٹ کے خیموں کو جلایا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

بے غیرتوں نے چھین لی چادر بھی سروں سے بازو میں رسن باندھ کے اونٹوں پہ چڑھایا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

دربار میں بے دیں کے ہمیں لے گئے اعدا ناناؐ ہمیں بازار میں تشہیر کرایا
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

ہلتی تھی ادیمؔ آہ لحد حق کے نبیؐ کی بازو کے نشاں کھول کے جب کرتی تھی نوحہ
فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ۔ فریاد ہے ناناؐ

نوحہ

(۹۰)

شام کے زنداں سے چھوٹے جبکہ محبوسِ بلا
قافلہ اہلِ حرم کا وارِدِ یثرب ہوا

روضۂ محبوبؐ حق میں جب حرم داخل ہوئے
ماتمِ شبیرؑ میں کہرام تھا ہر سو بپا

زینبِؑ بے کس کے تھے یہ بین اے ناناؐ سنو
آپ کا پیارا نواسہ ذِبح پیاسا ہوگیا

سب جوان و پیر تیغِ ظلم سے ٹکڑے ہوئے
ہوگیا تاراج رن میں باغ سارا آپ کا

جس کو سینہ پر سلا کر پرورش تم نے کیا
ناناؐ جی بے رحم قاتل اُسکے سینہ پر چڑھا

ہاتھ کاٹے لاش کے انگشتری کے واسطے
لے گئے لاشہ کا جامہ لوٹ لی تن سے ردا

لاش پر ان ظالموں نے پھر فرس دوڑا دئے
آپؐ کے پیارے نواسے کا بدن روندا گیا

قتل اس کو کر دیا سینہ پہ نیزہ مار کر
اکبرؑ مہ رو جو بالکل آپؐ کی تصویر تھا

پیارے ناناؐ جاں ذرا یہ حال میرا دیکھ لو
قتل سب وارث ہوئے اور چھن گئی سر سے ردا

پشت پر نوکِ سناں کے زخم دُرّوں کے نشاں
بازوؤں پہ ہیں رسن کے نیل یہ دیکھو ذرا

بے کجاوہ اونٹ پر بلوے میں ظالم لے گئے
ذلّت وخواری سے یوں تشہیر شہروں میں کیا

سر کھلے بازو بندھے تھی شام کے دربار میں
سامنے بھائی کا سر طشتِ طلا میں تھا رکھا

جن لبوں کو آپ ناناؐ بارہا چوما کئے!
اُف یزیدِ روسیہ ان پر چھڑی تھا مارتا

ہائے ناناؐ جان ہم اُمّت کے ہاتھوں لٹ گئے
آہ اِن رانڈوں کا اُٹھ کر حال دیکھو تو ذرا

اے ادیبؔ بے نوا خاموش ہو خاموش ہو
قبرِ جد پر زینبؑ بے کس کو ہے غش آگیا

نوحہ

(۹۱)

سب اہلِ حرم دکھ پائے جب قید سے چھٹ کر آئے
آثار مدینہ جس دم قسمت نے انہیں دکھلائے

دل ڈوب گئے بیوؤں کے فریاد لبوں پر آئی
کلثومؑ پکاری رو رو کر ناناؐ کے مدینہ ہائے

احمدؐ کے جگر کے ٹکڑے اور زہراؑ کے مہ پارے
وہ تیرے چمکتے تارے سورج جس سے شرمائے

جس وقت چلے تھے یاں سے ہم لیکے گئے تھے سبکو
اب پوچھ مدینے ہم سے کیوں ساتھ نہ ان کو لائے

اے شہر سنے گا کیونکر جو ظلم ہوئے ہیں ہم پر
ٹکڑے ہو کلیجہ اُسکا روداد جو یہ سن پائے

افواجِ یزیدی ہم کو تھیں چار طرف سے گھیرے
تھا شور نہ آلِ احمدؐ اب یاں سے نکل کے جائے

دریا پہ لگا دو فوجیں پانی پہ بٹھا دو پہرے
پانی کا نہ کوئی قطرہ خیموں میں نبیؐ کے جائے

ناناؐ کے مدینے ہم پر تھی آب وغذا کی بندش
پھٹتے تھے عطش سے سینے دم سب کے لبوں پر آئے

عاشور کو سارا گلشن تاراج ہوا ناناؐ کا
سب پیر و جواں مقتل میں دو پہر تلک کام آئے

شبیرؑ رہا جب تنہا چوبیس پہر کا پیاسا
ہر سمت سے اس بیکس پر نیزوں کے مینہ برسائے

دلبندِ پیمبرؐ کا سر ظالم نے قفا سے کاٹا
زہراؑ کے جان ودل کے لاشے پہ فرس دوڑائے

ناناؐ کے مدینے سر پر وارث نہ رہا جب کوئی
خیموں میں ہمارے پھر تو دَرّانہ عُدو گھس آئے

اسباب ہمارا لوٹا۔ لیں چھین ردائیں سر سے
بالوں سے ڈھکے ہم چہرے پھرتے تھے سر نیوڑھائے

خیموں میں ہمارے پھر تو اعدا نے آگ لگا دی
بچّے روتے چلاّتے پھرتے تھے سب گھبرائے

خاموش ادیمؔ اب دل کے ٹکڑے نہ کہیں ہو جائیں
ہے خوف کسی کو غم سے مجلس میں نہ غش آئے

نوحہ

آئے ہیں یثرب و بطحا کو بسانے والے
قلب پر داغ بہتر کا اٹھانے والے

قتل وارث ہوئے اسباب لٹا گھر اجڑا
قید میں ظلم و ستم حد کے اٹھانے والے

داغ اٹھارہ بنی فاطمہؑ کے دل پہ لئے
آئے ہیں احمدؐ و زہراؑ کے گھرانے والے

آئی ناناؐ کی لحد پر تو یہ زینبؑ نے کہا
دیکھ لو ہم کو بھی اے راہ دکھانے والے

ذِبح پیاسا ہوا حضرتؐ کا نواسہ ناناؐ
میرے ماں جائے کو کاندھوں پہ چڑھانے والے

لٹ گئی تن سے ردا ہو گیا لاشہ پامال
نازِ شبیرؑ کے بچپن میں اٹھانے والے

قتل مردوں کو کیا عورتوں کو قید کیا
تیری اولاد کے دشمن تھے زمانے والے

سر برہنہ ہمیں تشہیر کیا شہروں میں
شام و کوفے میں تھے سب ہم کو ستانے والے

قدر ہمشکل کی حضرتؐ کے نہ کی اُمّت نے
جمع تھے آپ کی تصویر مٹانے والے

ظلم میں ہم پہ کمی کرتے کہاں ممکن تھا
سرِ شبیرؑ کو نیزے پہ چڑھانے والے

کب ترس کھاتے یتیمانِ حسینؑ پہ بھلا
حلقِ بے شیر پہ ناوک کو لگانے والے

تیری عترت کے غلاموں کا یہ بندہ ہے ادیمؔ
اس پہ ہو جائے کرم عرش پہ جانے والے

سلام

①

عترت کو قید سے جب تقدیر نے چھڑایا
اور قافلہ حرم کا قبرِ نبیؐ پہ آیا

روضے پہ بیبیوں نے جس وقت بال کھولے
اَبرِ اَلم رسولِؐ حق کی لحد پہ چھایا

دکھ پائی غمزدی کا ناناؐ سلام لیجئے
زینبؑ نے قبرِ جد پر رو رو کے یہ سنایا

کوفے کی فوج ساری مسلم تھی پر انہوں نے
بے وسوسہ چراغِ قبرِ نبیؐ بجھایا

عترت تمہاری ناناؐ آئی ہے لٹ لٹا کر
اولاد پر تمہاری اُمّت نے ظلم ڈھایا

وہ آپ کا نواسہ کاندھوں پہ چڑھنے والا
نیزے لگا کے اس کو رہوار سے گرایا

پانی دیا نہ وقت ذبح بھی ظالموں نے
سوکھے گلے پہ خنجر بے رحم نے چلایا

فوجِ ستم میں گرچہ سارے ہی کلمہ گو تھے
بے درد ظالموں نے عترت کا خوں بہایا

چھیدا جگر سناں سے اکبرؑ سے نوجواں کا
ششماہے کے گلے پر تیرِ ستم لگایا

ناناؐ نواسیوں کا کچھ حال پوچھ لیجے
اُمّت نے سر برہنہ بلوے میں ہے پھرایا

بازو پہ دیکھ لیجے یہ نیل ہیں رسن کے
قیدِ ستم میں کیا کیا ہم نے نہ دکھ اٹھایا

ہیں نیل تازیانوں کے پشت پر ہماری
دُرّے لگے جو لب پر نامِ حسینؑ آیا

ڈھایا ستم یزیدِ بے دیں نے بے کسوں پر
عترت کو سر برہنہ دربار میں بلایا

اس پر بھی کی شقاوت طشتِ طلا میں رکھ کر
ملعون نے بہن کو بھائی کا سر دکھایا

ناناؐ نواسیوں پر حد ہوگئی ستم کی
فریاد ان کی سن لو اے ہادیِ برایا

کس سے ادیم ہوگا ممکن بیان اس کا
آلِؑ نبیؐ نے جتنا ظلم و ستم اٹھایا

خوف کیوں ہو قیدِ باطل سے رہائی کیلئے
جب علیؑ موجود ہوں مشکل کشائی کیلئے

حق نے فرمایا شبِ ہجرت فرشتو دیکھ لو
جان یوں بھائی فدا کرتے ہیں بھائی کیلئے

آئے چودہ گر نہ ہوتا شرکِ خلقت کا خیال
ایک ہی ان میں سے کافی تھا خدائی کیلئے

مظہرِ رحمت محمد مصطفیٰؐ کو کر دیا
رکھ لیا حیدرؑ کو شانِ کبریائی کیلئے

اِک قدم معبود کی جانب اگر بندہ بڑھے
دس قدم بڑھتا ہے خالق پیشوائی کیلئے

حق نہ ہوتا یہ اگر تو حُر کا استقبال پھر
کیا ضروری تھا شہؑ کرب و بلائی کیلئے

ہم گنہگاروں کی خاطر کونسی تھی وہ بلا
کربلا میں جو نہ تھی زہراؑ کی جائی کیلئے

ذلّتیں تشہیر کی بازار کی دربار کی
کیں گوارا نفسِ خلقت کی صفائی کیلئے

لاشِ اکبرؑ پر زبانِ حال سے کہتی تھی ماں
واری جاؤں تم نہ کڑھنا اپنی دائی کیلئے

بخششِ اُمّت کا زینب کو نہ ہوتا گر خیال
کس طرح تیار ہوتی بے ردائی کیلئے

پاس جھولے کے زبانِ حال سے کہتی تھی ماں
شغل بھی اصغرؑ نہ کچھ چھوڑا کھلائی کیلئے

شرع میں ساقط نہ ہوتا عورتوں سے گر جہاد
بنتِ زہراؑ سر کٹاتی اپنے بھائی کیلئے

دیدنی ہے حوصلہ زینبؑ کا بندھوالی رسن
بازوؤں میں خلق کی مشکل کشائی کیلئے

عورتوں پر لیڈروں کی ظلم ہوں تو دیکھئے
جائیں دارالسلطنت تک بھی دہائی کیلئے

دعویٰ حبِ نبیؐ ہو پر نہ پیدا ہو سکے
ایک فریادی بھی آلِ مصطفائیؐ کیلئے

نفس کی حرص و ہویٰ سے مضطرب ہے کیوں ادیم
اُس سے ہے ذکرِ علیؑ کافی لڑائی کیلئے

هوا جو مست مجرائی شرابِ حُبّ حیدرؑ میں
تو حصہ دار بن جائیگا وہ اوصافِ داور میں

هوا جو عبدِ کامل قدرت رب کا بنا حامل
ہے لازم فرق کرنا ذات میں اور اسکے مظہر میں

معیّت ہے خدا کی جب تلک ہیں مظہرِ قدرت
جدا ہو کر ہے کیا قوت آئمہؑ یا پیمبرؐ میں

نبیؐ کا حکم تھا اس واسطے اس کو اکھاڑا خود
وگرنہ صاحبو رکھا ہی کیا تھا بابِ خیبر میں

علیؑ گر حکم دیتے سارے قلعہ کو ہلا دیتا
باذنِ حیدریؑ یہ زور آتا دستِ قنبر میں

اُکھاڑا جو درِ خیبر کوئی یہ بھی فضیلت ہے
پھرایا شمس کو یہ زور تھا انگشتِ حیدرؑ میں

بھلائی کیلئے خلقت کی سب کچھ کر دیا قرباں
ہوا ایثار ایسا بس رسولؐ اللہ کے گھر میں

حسینؑ ابنِ علیؑ کی مثل دنیا میں نہیں کوئی
شجاعت انتہا سے تھی سوا سبطِ پیمبرؐ میں

سلام
(۴)

اے سلامی آلِ احمدؐ کا جو دیوانہ بنے
ہر عمل اس کا یقیناً پاک بازانہ بنے

جس نے بُت کعبہ کے توڑے یاد اُسکی گر رہے
کیوں صنم ہائے ہوس سے قلب بت خانہ بنے

ایک قطرہ بھی شرابِ حُبِّ اہل البیتؑ کا
حلق سے جسکے اتر جائے وہ مستانہ بنے

عشقِ آلِ مصطفیٰؐ میں جو کرے حاصل کمال
مظہرِ قدرت ہو شان اُسکی کریمانہ بنے

آلِ احمدؐ نے اٹھائے ہیں مصائب اسلئے
دل ہمارا تا کہ نورِ حق کا کاشانہ بنے

درد ہو گر نفس میں پیدا تو غفلت دور ہو
خُلق پھر اعلیٰ بنے خصلت شریفانہ بنے

ظلم و جورِ کربلا کی یاد جو کرتا رہے
ہے یقینی قلب اس کا غم کا کاشانہ بنے

کیا قیامت ہے تڑپ دل میں نہ ہو احباب کے
دوپہر میں فاطمہؑ کا باغ ویرانہ بنے

آہ ہمشکلِ نبیؐ نے کھائی سینہ پر سناں
تا ہمارا خُلق دنیا میں شریفانہ بنے

اس لئے اصغرؑ نے کھایا تیر تا اُن کا محبّ
زندگی میں نور کی تسبیح کا دانہ بنے

غرق ہو گر یاد میں تو زُلفِ اکبرؑ کی ادیم
ہیچ ہو دنیا کی زینت دل فقیرانہ بنے

(۵)

اے سلامی رُجعتِ شمسِ منوّر دیکھنا
اور ادنیٰ جنبشِ انگشتِ حیدرؑ دیکھنا

ابتدائے معرفت ہے یہ سمجھ لینا کہ ہے
وصفِ حیدرؑ دیکھنا اوصافِ داور دیکھنا

بیعتِ رضواں میں یکساں مومن بائع کو ہے
دستِ خالق دیکھنا دستِ پیمبرؐ دیکھنا

ہے مساوی چشمِ عارف میں بصیرت ہو اگر
وجہ خالق دیکھنا یا روئے حیدرؑ دیکھنا

ذات ہے درکِ بصارت سے منزہ اسلئے
ہے اسی کا دیکھنا قدرت کا مظہر دیکھنا

صاحبِ معراج کے فرزند کی معراج میں
نوکِ نیزہ دیکھنا شبیر کا سر دیکھنا

تھے نبیؐ آغاز میں مرکب مگر انجام میں
سینۂ شہؑ زانوئے شمرِ بد اختر دیکھنا

اس سے زیادہ کیا نبیؐ کی دشمنی کا ہو ثبوت
بوسہ گاہ مصطفیٰؐ اور کند خنجر دیکھنا

لازمی ہے کچھ تناسب ضربت و مضروب میں
حرملہ کا تیر اور حلقومِ اصغر دیکھنا

اہلِ کوفہ کی نظر میں کیا نبیؐ کا ہے وقار
ساتھ نامحرم کا اور زینبؑ کی چادر دیکھنا

خورد سالی میں یتیمی اور اس پر مستزاد
ننھے رخساروں پہ سیلیٔ ستمگر دیکھنا

دل یتیموں کا تو ہے شیشہ سے بھی نازک سوا
لگ نہ جائے ٹھیس او شمرِ ستمگر دیکھنا

مل رہا ہے اجر تبلیغ رسالت کا عجیب
شام کا دربار اور آلِ پیمبرؐ دیکھنا

در پہ تیرے طالبِ نورِ بصیرت ہے ادیمؔ
اک نگاہِ لطف سے محبوب داور دیکھنا

(٦)

اے سلامی دل کی ہر لحظہ طہارت چاہئے
بخششِ اُمّت کو سرور کی شفاعت چاہیے

ہوں مبارک حور و غلماں جن کو ہو انکی طلب
ہم کو تو خاکِ درِ انصارِ عترت چاہیے

آلِ احمدؐ نصرتِ مخلوق سے ہیں بے نیاز
انکی نصرت کیلئے دل کی طہارت چاہیے

جو یقیں کر لے کہ میں ناجی ہوں وہ غافل رہا
خوف دوزخ کا ہو تو اُمیدّ جنت چاہیے

ہو عبادت دو جہاں کی جس کے آگے پست تر
اُس فضیلت کیلئے حیدرؑ کی ضربت چاہیے

شرکِ باطن کی نجاست دل سے دھونے کیلئے
مضطرب جو قلب کو رکھے وہ آفت چاہیے

دو پہر میں فاطمہ کا باغ سب پامال ہو
حیف ہے احباب کو دنیا کی زینت چاہیے

تیر کھا کر دی گواہی اصغرِؑ بے شیر نے
اور کیا خالق کے ہونے پر شہادت چاہیے

بھائی، بیٹے اور بھتیجے، بھانجے قرباں کئے
رہنمائے خلق کو ایسی سخاوت چاہیے

دخترانِ احمدؐ و زہراؑ رسن بستہ پھریں
اس سے زیادہ دوستوں کو کیا قیامت چاہیے

ننھے بچّے کا گلا بھی تیر سے چھیدا گیا
دشمنی میں کیا کہیں ایسی شقاوت چاہیے

احمدؐ و زہراؑ کا گھر برباد سارا ہو گیا
دوستوں کے دل میں کچھ تو درد و حسرت چاہیے

عورتوں کو سر برہنہ کرتے ہو تشہیر کیوں
اے مسلمانو تمہیں کچھ تو حمیّت چاہیے

ہے نگاہِ لطف کا طالب ادیمؔ خستہ دل
دولتِ دنیا نہ اس کو جاہ و حشمت چاہیے

مجرئ اصغرؑ نے کھایا تیر اُمّت کے لئے ۔۔۔ کیوں نہ دل تڑپا کریں بچّے کی ہمّت کیلئے

درد سے بھر جائیں دل نورِ حقیقت ہو نصیب ۔۔۔ یہ کیا سامان سرور نے شفاعت کیلئے

نور ہے الفت نبیؐ کی انکے اہلِ البیت کی ۔۔۔ قلب طاہر چاہیے ان کی محبت کیلئے

واسطہ تطہیر کا ہیں آلِ پاکِ مصطفیٰؐ ۔۔۔ یہ ہوئے مخلوق عالم کی طہارت کیلئے

درد دینے کو ہمیں آلِ نبی شائق رہے ۔۔۔ زندگی بھر ہر بلاؤ رنج و آفت کیلئے

اہلِ دل سوچیں بتائیں کونسی تھی وہ بلا ۔۔۔ کربلا میں جو نہ تھی احمدؐ کی عترت کیلئے

عورتوں بچّوں پہ کیوں توڑے مصائب کے پہاڑ ۔۔۔ مرد کیا کافی نہ تھے مشقِ عداوت کیلئے

کیوں گلا اصغرؑ کا چھیدا سینۂ اکبرؑ پہ آہ ۔۔۔ کیا انی نیزہ کی کچھ کم تھی شقاوت کیلئے

تختِ شاہی عیش و عشرت آلِ بوسفیان کو ۔۔۔ قید ظلم و جور ہو احمدؐ کی عترت کیلئے

جنگ میں اصغرؑ کو لانا کیا ضروری تھا شہا ۔۔۔ سینۂ اکبرؑ ہی کیا کم تھا شفاعت کیلئے

اے نبیؐ کی جان آیا ہے ترے در پر ادیم ۔۔۔ اضطرارِ قلب سے تیری محبت کیلئے

سلام

۸

اے سلامی شاہؑ نے بخشش کا ساماں کر دیا
غم جگر کو دیدیا اور درد سے دل بھر دیا

نفس ہیں سوئے ہوئے جاگیں گے وقتِ موت سب
احمدِؐ مختار نے ہم پر یہ ظاہر کر دیا

خواب کے سارے عقائد اور عمل بیکار ہیں
خواہ گھر بخشا کسی کو یا کسی کو زر دیا

آخرت کے واسطے تو بس وہی ہوگا مفید
جاگنے کے بعد جو بھی کام ہم نے کر دیا

کربلا میں درد کا منظر بنایا شاہؑ نے
ہم کو غفلت سے جگانے کا یہ ساماں کر دیا

درد ہو غفلت سے چونکیں ہم گناہوں سے بچیں
اسلئے زہراؑ کے پیارے نے لٹا سب گھر دیا

خواب سے چونکا کے ہر شر سے بچانے کیلئے
نوجوانوں کیلئے شبیرؑ نے اکبرؑ دیا

درد ہو نفسوں میں اور بچپن میں غفلت دور ہو
اُمّتِ عاصی کے بچّوں کیلئے اصغرؑ دیا

زینتِ دُنیا ہمارے دل سے کھونے کیلئے
دخترِ زہراؑ نے چادر دی زر و زیور دیا

بے ارادہ ہی گناہوں سے بچالے اسکی یاد
یہ شفاعت کا ہماری شہؑ نے ساماں کر دیا

ہو ادیم بے نوا بھی اب غلامی میں قبول
سینکڑوں بندوں کا تم نے نور سے دل بھر دیا

اے سلامی لے جسے فردوس میں گھر چاہیے — ہم کو تو خاکِ درِ محبوب داور چاہیے

ہو جو اوصافِ الٰہیہ کا مظہر خلق میں — اس کی پیدائش کو بھی اللہ کا گھر چاہیے

چار دیواری میں شہرِ علم حق محصور ہے — اس میں جانے کو ضروری ہے کوئی در چاہیے

روئے حیدرؑ دیکھ کر چلاّ اٹھا خیبر کا در — یا علیؑ میرے لئے تو صرف قنبر چاہیے

حُبّ اہلِ البیتؑ ہے حُبِّ نبیؐ حُبِّ خدا — نورِ حُبّ اللہ کو دل بھی مطہرؔ چاہیے

طالبِ حُبّ حسینؑ ابنِ علیؑ ہو بعد میں — پہلے رکھ لینا ہتھیلی پر اُسے سر چاہیے

حشر تک چبھتی رہے جو قلب میں مخلوق کے — اس اَنی کے واسطے تو قلبِ اکبرؑ چاہیے

سننے والوں کے دلوں میں زخم جو ڈالا کرے — ایسے ناوک کیلئے حلقومِ اصغرؑ چاہیے

سر دیا شبیرؑ نے زینبؑ نے دی سر سے ردا — ایسے بھائی کیلئے ایسی ہی خواہر چاہیے

قدر کھودے گوشواروں کی دلِ خلقت سے جو — کان کا بالی سکینہؑ کے وہ گوہر چاہیے

ریشم و زربفت کو کر دے نظر میں سبکی ہیچ — اس کی خاطر تو سرِ زینبؑ کی چادر چاہیے

تیر سرور نے سکینہؑ نے طمانچے رُخ پہ کھائے — باپ ایسا ہو تو پھر ایسی ہی دختر چاہیے

تھی محمدؐ کی نواسی سر کھلے دربار میں — اور نہ بولا کوئی اس کے سر پہ چادر چاہیے

دخترِ زہراؑ کے سر پر ریگ صحرا کی ردا — پر کنیزوں کے لئے ریشم کی چادر چاہیے

زیور و زر دخترانِ فاطمہؑ کا لُٹ گیا — دوستوں کی عورتوں کو زیور و زر چاہیے

ہے ادیمؔ خستہ دل طالب محبت کا فقط — زینتِ دنیا نہ اس کو دولت و زر چاہیے

سلام
(۱۰)

مجازی رنگ میں ظاہر حقیقت ہونے والی ہے
خدا کے گھر میں بندے کی ولادت ہونے والی ہے

کہالات و ہُبَل نے کانپ کر بُتہائے کعبہ سے
ارے سجدہ کرو حق کی ولادت ہونے والی ہے

طلب اسکی محبت کی ابھی سے اہلِ دل کرلیں
کہ روزِ حشر حیدرؑ کی حکومت ہونے والی ہے

ولایت کی خبر خلقت کو دینا کام تھا تیرا
خدا حافظ نبوّت اب ولایت ہونے والی ہے

علیؑ کی تیغ چمکی عمرابنِ ود گھٹا سمٹا
الُوہیّت کی میداں میں نیابت ہونے والی ہے

خدا کہہ دے گا کافی ہوگیا اللہ لڑنے کو
علیؑ سے آج تکمیلِ عبادت ہونے والی ہے

خدا اس وقت بندہ اور بندہ خود خدا ہوگا
سمجھ لیں اہلِ دل تفسیرِ وحدت ہونے والی ہے

کہا ہے ربِّ اکبر نے اَطِعنِی اَجعَلَکَ مِثلِی
نمایاں عبد سے مالک کی قُدرت ہونے والی ہے

نبیؐ زادہ معہ اہلِ حرم پہنچا ہے مقتل میں
گنہگارانِ اُمّت کی شفاعت ہونے والی ہے

سیہ آندھی اٹھی ہے آسماں سے خوں برستا ہے
زمینِ کربلا پر کیا قیامت ہونے والی ہے

نبی کی آلؑ کے وارث ہوئے سب قتل میداں میں
فلک کانپے گا اب ایسی شقاوت ہونے والی ہے

مسلمانو! رسن بستہ برہنہ سر پیمبرؐ کی
دیارِ شام میں تشہیرِ عترت ہونے والی ہے

غمِ سبطِ پیمبرؐ دل میں کچھ کچھ بستا جاتا ہے
نظر میں ہیچ اب دنیا کی زینت ہونے والی ہے

ادیمؔ اب تو بلائے بیکراں کا وقت آپہنچا
نہ گھبرا خلق پر اب عام رحمت ہونے والی ہے

شرف بتولؑ کو خالق سے بے حساب ملا — پدر حبیبؐ خدا آسماں جناب ملا

وہ خود جو حشر کی خاتون تھی تو شوہر بھی — خدا کا نفس ملا مالکِ حساب ملا

ولیؑ امرِ خدا وجہ خالقِ یکتا — لسانِ ربِّ ھُدا بولتی کتاب ملا

کلیم دیکھ لو کعبہ میں آکے اب جلوہ — وہ اور وقت تھا جب طور پر جواب ملا

ملا حجاب میں حق انبیائے سابق کو — نبیؐ کی آلؑ سے لیکن وہ بے حجاب ملا

گناہ ہوتے ہیں غفلت سے نفس کی صادر — جہاں میں جس کو بھی دیکھا وہ محوِخواب ملا

نزولِ رحمتِ رب کا ہے سلسلہ جاری — سکوں جو ہوگیا زائل تو اضطراب ملا

حسینؑ نے جو رہِ حق میں گھر لٹا ڈالا — فنائے ذات ہوئے اِرجعی خطاب ملا

نبیؐ کے لعل کو یثرب سے نینوا جا کر — غریب و بیکس و بے آشنا خطاب ملا

نہ کیوں ہو گردِ نظر میں یہ زینتِ دُنیا — کہ خاک میں علی اکبرؑ کا جب شباب ملا

نبیؐ کے لعل نے بچّے کو رکھ کے ہاتھوں پر — سوالِ آب کیا تیر سے جواب ملا

بھرا جو درد سے دل یادِ شاہؑ بیکس میں — خطا سے ہو گیا محفوظ یہ ثواب ملا

ادیؔم شکرِ خدا کر حسینؑ کے در سے — جگر کو درد ملا دل کو اضطراب ملا

نشانِ حق زمانہ میں درِ حیدرؑ سے ملتا ہے طلب ہو نورِ ایماں کی تو وہ قنبرؓ سے ملتا ہے

تماشا بیعتِ رضواں میں دیکھو ہاتھ بائع کا خدا سے ملتا ہے جو دستِ پیغمبرؐ سے ملتا ہے

علیؑ کے ہاتھ میں قوّت خدا کی کام کرتی ہے ثبوت اس امر کا قلعۂ درِ خیبر سے ملتا ہے

خدا تو ہو چکا شبیرؑ کا اب جو بھی طالب ہو وہ لے لے آ کے ابنِ فاطمہؑ کے در سے ملتا ہے

شہیدانِ رہِ حق زندۂ جاوید ہوتے ہیں ثبوت اسکا حسینؑ ابنِ علیؑ کے سر سے ملتا ہے

تلاوت نوکِ نیزہ پر ہے آیاتِ الٰہی کی کلام اللہ یوں آلِ نبیؐ کے گھر سے ملتا ہے

جسے ملنا ہو حق سے آلِ احمدؐ پر وہ قرباں ہو وہ جاہ و سلطنت سے اور نہ مال و زر سے ملتا ہے

یہ فطرت ہے کہ دردِ غم سے غفلت دور ہوتی ہے الم حد درجہ ذکرِ اکبرؑ و اصغرؑ سے ملتا ہے

اترتا ہے نشہ داروئے غم سے حُبِّ دنیا کا پیا پے جامِ غم یادِ شہِ بے سر سے ملتا ہے

برہنہ سر رسن بستہ گئی دربارِ ظالم میں جگر کا درد ذکرِ زینبِؑ مضطر سے ملتا ہے

ادیمِ بے نوا کو درد اور تسکیں ملے مولاؑ سکونِ قلب سب کو آپکے ہی در سے ملتا ہے

سلامی احمدؐ مرسل ہر اک عالم کا سرور ہے
بفرمانِ خدا دونوں جہاں میں سب کا رہبر ہے

ہر اک مومن پہ ہر اک مومنہ پر دارِ دنیا میں
طلب ہے علم کی واجب یہ ارشادِ پیمبرؐ ہے

نہیں ہے یہ کتابی علم لکھنے اور پڑھنے کا
یہ ہے وہ نور خالق ڈالتا جو دل کے اندر ہے

طلب نورِ بصیرت کی نہ ہو گر موت سے پہلے
تو اندھا ہی اٹھے گا حشر میں فرمانِ داور ہے

جو چاہے ہو میری جوتی کا تسمہ غیر سے بہتر
نہیں ناجی وہ مفسد ہے یہی ارشادِ حیدرؑ ہے

کہا ہے نُحنُ اَمرُ اللہ آلِؑ پاکِ احمدؐ نے
کہے کُن کام ہو جائے یہ شانِ امرِ داور ہے

دلوں کو درد دے کر نور باطن تھا عطا کرنا
ہمارے واسطے قرباں ہوا سبطِ پیمبرؐ ہے

ہمیں کیا خوف شرِّ نفس سے ہم کو بچانے کو
سکینہؑ کے گہر ہیں زینبِ کبریٰ کی چادر ہے

مسلمانوں کو کیوں لذّاتِ دنیا کی رہے خواہش
نبیؐ زادے کو دعوت میں ملا جب کند خنجر ہے

لباسِ فاخرہ کی کیوں نظر میں قدر رہ جائے
برہنہ خاک پر جب لاشۂ سبطِ پیمبرؐ ہے

بچیں بحرِ فنا میں غرق ہونے سے نہ کیوں مومن
حسینؑ ابنِ علیؑ جب کشتیٔ امّت کا لنگر ہے

نظر سے کیوں نہ گر جائے ہماری زینتِ دُنیا
ہجومِ عام میں جب دخترِ زہراؑ کھلے سر ہے

ادیمِ روسیہ کو نورِ باطن کر عطا مولاؑ
تو ہی ہے بابِ رحمت تو ہی شہرِ علم کا در ہے

سلام

(۱۴)

مجرئی ہوگئے جو شاہؑ کے غمخواروں میں
ہے یقین جائینگے فردوس کے گلزاروں میں

کیفیت غم کی رہے نفس پہ جسکے طاری
کیوں نہ ہو جائے وہ رحمت کے سزاواروں میں

کربلا تجھ سے بجز عابدؑ و باقرؑ افسوس
اور کوئی نہ بچا فاطمہؑ کے پیاروں میں

دردِ دل رقتِ قلبی ہمیں دینے کیلئے
آلِ احمدؐ پھنسے ہر طرح کے آزاروں میں

ہادیوں پر تو ہے دنیا کی ہدایت لازم
اسلئے شاہؑ گئے نیزوں میں تلواروں میں

تھا ہدایت کا نہ منصب پئے بنتِ زہراؑ
کس لئے وہ گئی پھر ظلم کے درباروں میں

قطعہ

(۱)

ایک بی بی کسی کنبے کی جو بے جرم و خطا
بال کھولے ہوئے تشہیر ہو بازاروں میں

ہے یقیں زینتِ دُنیا سے ہٹیں سب کے دل
جو بھی کنبے میں ہوں اس بی بیؑ کے غمخواروں میں

بس یہی راز تھا زینبؑ نے جو کی قید قبول
اور تشہیر ہوئی سَر کھلے بازاروں میں

دوستوں کے لئے تا زینتِ دنیا ہو ہیچ
جس سے گھِر جاتے ہیں ہر طرح کے آزاروں میں

قدر زینت کی رہے اپنی نظر میں صد حیف
اور ہوں آلِ نبیؐ سَر کھلے درباروں میں

بنتِ زہراؑ ترا احسان نہ بھولیں گے ہم
تو ہمارے لئے ماری پھری بازاروں میں

لَو لگائے ترے در پر ہے ادیمِ عاصی
یہ بھی ہے جامِ محبت کے طلبگاروں میں

قطعہ

(۲)

اَلَم انصار کا احباب کا سارے اعزہ کا
غمِ عباسؑ میں بھی مبتلا اور دردِ اکبرؑ میں

عطش ہے تین دن کی بھوک بھی ہے اور زخمی بھی
غمِ اطفال میں بھی غرق ہیں اور فکرِ خواہر میں

مگر اس پر بھی میدانِ وغا میں تیغ جب کھینچی
مچایا تہلکہ اک شام اور کوفے کے لشکر میں

نظر میں صبر و استقلالِ زینبؑ پر جو کرتا ہوں
نہیں تفریق ملتی کچھ برادر اور خواہر میں

قطعہ

(۳)

ہوئے ہیں قتل دو بیٹے، بھتیجے گود کے پالے
تڑپ ہے قلب میں بے انتہا ہجرِ برادر میں

غضب ہے لاشہائے بے کفن سارے عزیزوں کے
پڑے ہیں خاک پر بھائی بھی بیٹوں کے برابر میں

یہ ہے آفت رسیدہ کارواں کی منتظم زینبؑ
پہاڑوں سے سوا طاقت ہے قلبِ بنتِ حیدرؑ میں

الٰہی بس اسی کا ہے اَدیمِ بے نوا طالب
جیے بھی اور مرے بھی یہ غمِ سبطِ پیمبرؐ میں

مطلع ثانی

(۱)

پھر ہمیں کیا ڈر گناہوں سے رہائی کیلئے
مصطفیٰ سا جب ہو ہادی رہنمائی کیلئے

قلبِ عالم جب نہ حرص و آز سے طاہر ہوا
آئے محبوبِ خدا دل کی صفائی کیلئے

لوگ برسایا کئے پتھر نبیؐ پر بارہا
وہ دُعا کرتا رہا ان کی بھلائی کیلئے

نفس کی تکمیل کو اللہ کافی ہوگیا
نفس ہے اللہ کا کافی خدائی کیلئے

بخشش اُمّت کی طالب تھی کہ راضی ہوگئی
زینبِؑ کبریٰ جو بھائی کی جدائی کیلئے

کہتے ہیں احباب کے دل کیوں فلک موزوں تھی کیا
کربلا کی خاک زہراؑ کی کمائی کیلئے

آلِ بوسفیان کو دیکھو کسی کے ساتھ جو
کی بھلائی بھی تو خلقت کی بُرائی کیلئے

مصطفیٰ کی آلؑ کا ایثار تو دیکھو ذرا
ذلتیں سہتے ہیں خلقت کی بھلائی کیلئے

کیوں مسلمانو! روا سمجھی گئی کس طور سے
بے ردائی بنتِ پیغمبرؐ کی جائی کیلئے

ہم شبیہہ مصطفیٰ سا لعل بھی شبیرؑ نے
کر دیا قربان اُمّت کی بھلائی کیلئے

ہاتھ رسّی میں بندھے تھے سر پہ چادر تک نہ تھی
کیا بہن کرتی کفن کی فکر بھائی کیلئے

عورتیں آلِ ابوسفیاں کی پردے میں رہیں
اور آلِ مصطفیٰ ہوں بے ردائی کیلئے

کیوں مسلمانو! مناسب تھی چھڑی کیا بید کی
سچ بتانا بوسہ گاہِ مصطفائی کیلئے

ہے مطہّر تیرا مولاؑ اے ادیمِ خستہ جاں
اُس کا غم کافی ہے باطن کی صفائی کیلئے

التجا

(١)

مولائے دو جہاں کو میرا سلام پہنچے — سردارِ کُن فکاں کو میرا سلام پہنچے
احمدؐ کے دُودماں کو میرا سلام پہنچے — اُس عرشِ آستاں کو میرا سلام پہنچے
احباب کی کمی سے پردے میں جو چھپا ہے — غیبت کی خلوتوں میں تکلیف میں پڑا ہے
ہوتے محبّ جو اسکے ظاہر وہ کیوں نہ ہوتا — ہر شخص اپنے گھر میں امن وسکوں سے سوتا
ہوتا کہیں جو ظاہر وہ فاطمہؑ کا پوتا — ہوتے نہ ظلم و بدعت، نَے کفر و شرک ہوتا
نورِ خدا سے روشن سب کوہ و دشت ہوتے — غل ہوتا ''بارک اللہ'' شیرِ خدا کے پوتے
صد حیف! دیں جو تیرا تھا نورِ کبریائی — اُس کے خلاف ہم نے کی ہے محاذ آرائی
ہاتھوں سے خود ہی اپنے جو آگ ہے لگائی — اب جل رہے ہیں اس میں ظلمت ہے اور تباہی
خونِ حسینؑ کو یوں برباد کر کے چھوڑا — اک دینِ کفر و بدعت ایجاد کر کے چھوڑا
افسوس ہم نے غفلت میں عمر سب گذاری — تجھ سے نہ لو لگائی ، پائی نہ تیری یاری
آیا ہے تیرے در پر یہ دوزخی یہ ناری — آہ وفغاں ہے لب پر آنکھوں سے اشک جاری
اے جسم وجاں کے مالک عاصی پہ رحم کر دے — کون ومکاں کے مالک عاصی پر رحم کر دے
ہے بال سے زیادہ باریک راہ تیری — میں کیسے آؤں تجھ تک حیراں ہے عقل میری
بس اب یہ آرزو ہے تیری گلی کی پھیری — کرنے لگوں برابر ہوئے نہ اسمیں دیری
فرقت میں تیری دشت وصحرا کی خاک چھانوں — کوہِ الم ہو سر پر تو اس کو کاہ جانوں
دن رات اب تو کرتا رہتا ہوں آہ و نالے — آقا! غلام اپنا، جیسا بھی ہوں، بنا لے
دامن میں اپنی مجھ کو رحمت کے تو چھپا لے — اور نفس کی غلامی شیطان سے بچا لے

دیتا ہوں واسطہ میں اللہ کے نبیؐ کا — زہراؑ کا اور حسنؑ کا، کُل خلق کے ولی کا

(7) مولاؑ! تجھے حسینؑ بے سر کا واسطہ ہے — کاٹا قفا سے جس کو اُس سر کا واسطہ ہے

زخمی ہوا جو برچھی سے اکبرؑ کا واسطہ ہے — ترخوں میں ننھی گردنِ اصغر کا واسطہ ہے

قاسمؑ کے گلبدن کے ٹکڑوں کے واسطے سے — زینبؑ کے سر بریدہ بچّوں کے واسطے سے

(8) غازی کے بازوؤں کے اور سر کے واسطے سے — سب کٹ گیا جو رَن میں، لشکر کے واسطے سے

شہوات اور ہوا کی اِس قید سے چھڑا لے — قرباں ہزار جاں سے اپنا مجھے بنا لے!

بے جاں ہے نفس میرا اصلی حیات دے دے — مولاؑ! حیات ہی میں اس کو ممات دے دے!

(9) دنیا کی زندگی سے بیزار اس کو کر دے — اور اپنی خاکِ پا کی الفت سے اس کو بھر دے

مالک مرے! اٹھا دے غفلت کے سارے پردے — تا کہ یہ نفس خود ہی نذرِ دل و جگر دے

جاں بخش نفس کو اب، دیدار تو دکھا دے — اور اپنی پیاری صورت کے نور سے جلا دے

(10) یا اپنی سحر آگیں آواز ہی سنا دے — سویا ہوا ہوں کب سے مولاؑ! مجھے جگا دے

دل کو تڑپ سے بھر دے آنکھوں کو نور دے دے — اے میرے پیارے مولاؑ! دل کو سرور دے دے

الفت کی میرے دل میں اک آگ سی لگا دے — جو راہ تیرے در تک آتی ہے وہ دکھا دے

(11) راز اپنے دیں کے پیارے مولاؑ مجھے بتا دے — پیغامِ حق ہیں جتنے سارے مجھے سنا دے

ایسا فنا ہوں تجھ میں اپنی خبر نہ رکھوں — دل میں ہر کسی کی [illegible] سر نہ رکھوں

دل تیری جستجو میں ہر دم ملول ہوئے — سر نذر کو جو لاؤں فوراً قبول ہوئے

زیارتِ ششم حضرت امیر المومنینؑ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَبَاالْاَئِمَّۃِ وَمَعْدِنَ النُّبُوَّۃِ وَالْمَخْصُوْصَ بِالْاُ خُوَّۃِ السَّلَامُ عَلیٰ یَعْسُوْبُ الدِّیْنِ وَالْاِیْمَانِ وَکَلِمَۃِ الرَّحْمٰنِ وَکَھفِ الْاَنَامِ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مِیْزَانِ الْاَ عْمَالِ وَمُقَلِّبُ الْاَحْوَالِ وَسَیْفِ ذِی الْجَلَالِ اَلسَّلَامُ عَلیٰ صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَارِثَ عِلْمِ لنَّبِیِّیْنَ وَالْحَاکِمِ یَوْمَ الدِّیْنِ السَّلَا عَلیٰ شَجَرَۃِ التَّقْوٰی وَسَامِعِ السِّرِّ وَالنَّجْوٰی وَمُنْزِلِ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی اَلسَّلَامُ عَلیٰ حُجَّۃِ اللّٰہِ الْبَالِغَۃِ لسَّابِغَۃِ وَنِقْمَتِہِ الدَّ امِغَۃِ اَلسَّلا مُ عَلیٰ اِسْرَائِیْلَ الْاُ مَّۃِ وَ بابِ الرَّحْمَۃِ وَاَبِی الائِمَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلیٰ صِرَاطِ اللّٰہِ الْوَاضِحِ وَالنَّجْمِ اللَّا ئحِ وَاِمَامِ النَّاصِحِ وَالزّ نَارِ الْقَارِخِ السَّلَامُ عَلیٰ وَجْہِ اللّٰہِ الَّذِیْ مَنْ اٰمَنْ اٰمَنَ بِہٖ اٰمَنَ السَّلَامُ عَلیٰ نَفْسِ اللّٰہِ الْقَائِمَۃِ فِیْہِ بِا لسُّنَنِ وَعَیْنِہٖ اِلَّتِیْ مَنْ عَرَفَھَا یَطْمَئِنُّ السَّلا مُ عَلیٰ اُذُنِ اللّٰہِ الْوَ اعِیَۃِ فِی الْاُمَمِ وَیَدِہِ الْبَا سِطَۃِ بِالنِّعْمِ وَ جَنْبِہِ الَّذِیْ مَنْ فَرَّطَ فِیْہِ نَدِمَ اَشْھَدُ اَنَّکَ مُجَازِی الْخَلْقِ وَ شَافِعُ لِرِّزْقِ وَالْحَاکِمُ بِالْحَقِّ بَعَثَکَ اللّٰہُ عَلَماً بِعِبَادِہٖ فَوَفَّیْتَ بِمُرَادِہٖ وَجَاھَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکُمْ وَجَعَلَ اَفْئِدَ ۃً مِنَ النَّاسِ تَھْوِی اِلَیْکُمْ فَالْخَیْرُ مِنْکَ وَ اِلَیْکَ عَبْدُکَ الزَّآیِرُ بِحَرَمِکَ اللَّایِذُ بِکَرَ مِکَالشَّا کِرَ لِنِعمکَ قَدْ ھَرَبَ اِلَیْکَ مِنْ ذُنُوبِہٖ وَرَ جَاکَ لِکَشْفِ کُرُو بِہٖ نَاَنْتَ سَاتِرُ عُیُوْبِہٖ فَکُنْ لِیْ اِلَی اللّٰہِ سَبِیْلاً وَمِنْ النَّارِ مُقِیْلاً وَلِمَا اَرْجُوْ فِیْکَ کَفِیْلاً اَنْجُوْ نَجَاۃً مَنْ وَصَلَ حَبْلَہٗ بِحَبْلِکَ وَسَلَکَ بِکَ اِلَی اللّٰہِ سَبِیْلاً فَاَنْتَ سَامِعُ الدُّ عَآءِ وَوَلِیُّ الْجَزَآءِ عَلَیْنَا مِنْکَ السَّلاَ مُ وَاَنْتَ السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَ الْاِ مَامُ الْعَظِیْمُ فَکُنْ بِنَارَ حِیْماً یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ السَّلاَ مُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَ کَاتُہٗ۔

نوٹ: (یہ زیارت ۱۹۴۰ء کے بعد طبع ہونے والے "تحفۃ العوام" میں درج نہیں کی گئی۔
اللہ کے ولیِ مطلق کی یہ زیارت دل کا خیبر فتح کرتی ہے)۔

ترجمہ زیارتِ ششم امیر المومنینؑ

☆ سلام ہو آپؑ پر اے اماموں کے باپ اور نبوّت کی کان اور (نبی کریم صلعم کیساتھ) مواخاۃ سے مخصوص۔

☆ سلام ہو دین اور ایمان کے محور پر، کلامِ رحمٰن پر اور مخلوق کی پناہ گاہ پر۔

☆ سلام ہو اعمال کی ترازو پر اور حالات کے تبدیل کرنے والے پر اور ذی الجلال کی تلوار پر۔

☆ سلام ہو صالح المومنینؑ پر، انبیاء کے علم کے وارث پر اور یومِ قیامت کے حاکم پر۔

☆ سلام ہو شجرِ تقویٰ پر اور رازوں اور بھیدوں کے سننے والے پر اور من وسلویٰ کو نازل کرنے والے پر۔

☆ سلام ہو اللہ کی حجت کاملہ پر اور نعمت کامل پر اور قادرِ انتقام وسزا پر۔

☆ سلام ہو اُمّت کے سردار پر اور درِ رحمت پر اور اماموں کے باپ پر۔

☆ سلام ہو اللہ کی واضح صراط پر، چمکتے ہوئے ستارہ پر، امام ناصح اور کامیاب انسان پر۔

☆ سلام ہو وَجہُ اللہ پر جس پر ایمان باعثِ امن وسلامتی ہے۔

☆ سلام ہو اُس نفس اللہ پر جو سنتِ الٰہی پر قائم ہے، اُس عین اللہ پر جسکی معرفت باعثِ اطمینانِ قلب ہے۔

☆ سلام ہو اللہ کے کان پر جو اُمّت کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور اللہ کے ہاتھ پر جو نعمتوں کو پھیلانے والا ہے اور اللہ کے پہلو پر جسے جس نے کمتر جانا وہ نادم ہوا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خلق کو جزا دینے والے، رزق کے بخشنے والے اور حاکم بالحق ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے بندوں پر اپنا نشان بنا کر (ہدایت کیلئے) مبعوث کیا

اور آپ نے اللہ کی مراد کو پورا کر دیا اور جہاد فی اللہ کا حق ادا کر دیا پس اللہ آپ پر درود و سلام نازل کرے۔

اللہ آپ کو لوگوں کیلئے مرجع و مرکز بنائے۔ خیر آپ کی طرف سے ہے۔ آپ کا ہر زائرِ حرم آپ کی طرف آتا ہے۔ وہ بھی آپ کی طرف آتا ہے جو آپ کے فضل و کرم کا متلاشی ہے اور وہ جو نعمتوں پر شاکر ہے اور وہ بھی جو گناہوں سے فرار حاصل کر کے آپ کی طرف متوجّہ ہے اور آپ سے امیدوار ہے کہ اُس کو مصیبتوں سے نجات دلائیں پس آپ اس کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والے ہیں۔

آپ میرے لئے اللہ کا راستہ (سبیل) بن جائیں اور دوزخ کی آگ سے نجات دلانے والے ہو جائیں۔ میں اُمیّد کرتا ہوں کہ آپ روزِ قیامت میری کفایت فرمائیں اور امیدوار ہوں کہ آپ مجھے نجات دلائیں۔ جس نے اپنی رسّی آپ کی رسّی سے جوڑی اور آپ کیساتھ اللہ کے راستہ پر چلا تو آپ دعا کے سننے والے اور مالکِ جزاء ہیں۔ آپ ہم پر سلامتی نازل فرمائیں۔ آپ سیّدِ کریم اور امامِ عظیم ہیں پس آپؑ ہم پر رحم فرمائیں۔ **یاامیرالمومنینؑ!** آپؑ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں۔

مترجم

سید ناصر عباس باقری